قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

بدھ 22/ فروری 2023ء | یکم شعبان 1444 ہجری قمری | 22/ تبلیغ 1402 ہجری شمسی | جلد:5 | شمارہ:45

فرمانِ رسولؐ

نئے چاند کی دعا

نئے چاند پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا بھی کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ رَجَبٍ وَّشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ

اے اللہ! ہمارے رجب اور شعبان میں بھی برکت ڈال اور ہمیں رمضان کے مہینہ تک پہنچا۔

(کنز العمال جلد 7 صفحہ 79)

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 88)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

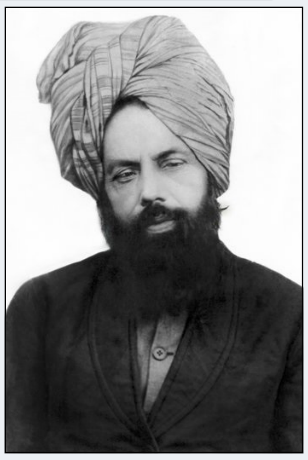

تمہارا اصل شکر تقویٰ اور طہارت ہی ہے

- ...اگر تم نے حقیقی سپاس گزاری یعنی طہارت اور تقویٰ کی راہیں اختیار کر لیں تو مَیں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ تم سرحد پر کھڑے ہو، کوئی تم پر غالب نہیں آ سکتا۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 49 ایڈیشن 2003ء)

- یہ اللہ تعالیٰ کا کمال فضل ہے کہ اس نے کامل اور مکمل عقائد صحیحہ کی راہ ہم کو اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے بدوں مشقت اور محنت کے دکھائی ہے۔ وہ راہ جو آپ لوگوں کو اس زمانے میں دکھائی گئی ہے بہت سے عالم ابھی تک اس سے محروم ہیں۔ پس خدا تعالیٰ کے اس فضل اور نعمت کا شکر کرو اور وہ شکر یہی ہے کہ سچے دل سے ان اعمال صالحہ کو بجالاؤ جو عقائد صحیحہ کے بعد دوسرے حصہ میں آتے ہیں اور اپنی عملی حالت سے مدد لے کر دعا مانگو کہ وہ ان عقائد صحیحہ پر ثابت قدم رکھے اور اعمال صالحہ کی توفیق بخشے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 94-95)

- اس سلسلہ سے خدا تعالیٰ نے یہی چاہا ہے اور اُس نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ تقویٰ کم ہوگیا ہے۔ بعض تو کھلے طور پر بے حیائیوں میں گرفتار ہیں اور فسق و فجور کی زندگی بسر کرتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو ایک قسم کی ناپاکی کی ملونی اپنے اعمال کے ساتھ رکھتے ہیں۔ مگر انہیں نہیں معلوم کہ اگر اچھے کھانے میں تھوڑا سا زہر پڑ جاوے تو وہ سارا زہریلا ہو جاتا ہے۔ اور بعض ایسے ہیں جو چھوٹے چھوٹے (گناہ) ریاکاری وغیرہ جن کی شاخیں باریک ہوتی ہیں اُن میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا ہے کہ دنیا کو تقویٰ اور طہارت کی زندگی کا نمونہ دکھائے۔ اسی غرض کے لیے اس نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے۔ وہ تطہیر چاہتا ہے اور ایک پاک جماعت بنانا اس کا منشاء ہے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 83 ایڈیشن 1988ء)

- ہماری جماعت کے لئے خاص کر تقویٰ کی ضرورت ہے۔ خصوصاً اس خیال سے بھی کہ وہ ایک ایسے شخص سے تعلق رکھتے ہیں اور اس کے سلسلۂ بیعت میں ہیں جس کا دعوٰے ماموریت کا ہے تا وہ لوگ جو خواہ کسی قسم کے بغضوں، کینوں یا شرکوں میں مبتلا تھے یا کیسے ہی روبہ دنیا تھے۔ ان تمام آفات سے نجات پاویں۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 10 ایڈیشن 1984ء)

ارشاد باری تعالیٰ

وَلَقَدۡ اٰتَیۡنَا لُقۡمٰنَ الۡحِکۡمَۃَ اَنِ اشۡکُرۡ لِلّٰہِ ؕ وَمَنۡ یَّشۡکُرۡ فَاِنَّمَا یَشۡکُرُ لِنَفۡسِہٖ ۚ وَمَنۡ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ حَمِیۡدٌ ﴿۱۳﴾

(لقمان: 13)

ترجمہ: اور یقیناً ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی (یہ کہتے ہوئے) کہ اللہ کا شکر ادا کرے تو وہ محض اپنے نفس کی بھلائی کے لئے ہی شکر ادا کرتا ہے اور جو ناشکری کرے تو یقیناً اللہ غنی ہے (اور) بہت صاحب تعریف ہے۔

فرمان خلیفۂ وقت

ہمیشہ شکر گزار بنیں

یہ نصیحت تھی سب امت کو کہ اس طرح شکر ادا کرتے ہوئے اپنا حال بتانا چاہئے۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تعریف کرتے ہوئے اور شکر کرتے ہوئے زندگی گزارنی چاہئے۔ آپ اپنے پیاروں کے بارے میں ہمیشہ یہ پسند فرماتے تھے کہ وہ شکر گزار بنیں۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک دفعہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے معاذ! بخدا مَیں تم سے محبت کرتا ہوں اور اے معاذ! میری تمہیں یہ نصیحت ہے کہ ہر نماز کے بعد یہ دعا کرنا کبھی نہ بھولنا کہ اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ یعنی اے میرے اللہ! مجھے توفیق بخش کہ میں تیرا ذکر کروں اور تیرا شکر کروں اور احسن رنگ میں تیری عبادت کروں۔

(ابوداؤد، کتاب الوتر باب فی الاستغفار)

پھر آپ ہمیں نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جس نے کھانا کھایا اور اس نے دعا کی کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَطْعَمَنِیْ ھٰذَا وَرَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّۃٍ غُفِرَلَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ یعنی سب تعریف اللہ کی ہے جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور مجھے یہ رزق بغیر اس کے کہ میری کسی طاقت یا قوت کا دخل ہو عطا فرمایا۔ تو اس سے اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

(ترمذی، کتاب الدعوات باب ما یقول اذا فرغ من الطعام)

پس شکر گزاری کے جذبات ہی ہیں جو گناہوں کی بخشش کے بھی سامان کرتے ہیں اور پھر اس وجہ سے مزید نیکیاں کرنے کی توفیق بھی پیدا ہوتی ہے۔

پھر آپ نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ حضرت نعمانؓ بن بشیر سے روایت ہے۔ حضورؐ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا؛ جو تھوڑے پر یعنی چھوٹی بات پر شکر نہیں کرتا وہ بڑی نعمت پر بھی

بقیہ صفحہ 14 پر

اس شمارہ میں

- نمازیں (منظوم)
- احکام خداوندی
- حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، ایک آفاقی عالم، متکلّم اور ادیب
- تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے
- وصیت - ایک عظیم الشان روحانی نظام
- حضرت ملک عطاء اللہؓ کا ایک نایاب تبلیغی خط

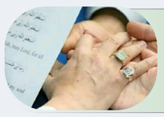

دربارِ خلافت

حضرت مصلح موعودؓ کے بعض الہامات اور کشوف و رؤیا کا ذکر

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پھر آپ فرماتے ہیں کہ ’’دوسرے مجھے ایک کشف ہوا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ہی میں نے دیکھا تھا وہ بھی اسی مقام پر دلالت کرتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ میں اس کمرے سے نکل رہا ہوں جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رہتے تھے اور باہر صحن میں آیا ہوں۔ وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف رکھتے ہیں۔ اس وقت کوئی شخص یہ کہہ کر مجھے ایک پارسل دے گیا ہے کہ یہ کچھ تمہارے لئے ہے اور کچھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہے۔ کشفی حالت میں جب میں اس پارسل پر لکھا ہوا پتا دیکھتا ہوں تو وہاں بھی مجھے دو نام لکھے ہوئے نظر آتے ہیں اور پتا اس طرح درج ہے کہ محی الدین اور معین الدین کو ملے‘‘۔ آپ فرماتے ہیں کہ ’’مَیں کشف میں سمجھتا ہوں کہ ان میں سے ایک نام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے اور دوسرا نام میرا ہے۔ اس وقت چونکہ میں بچہ تھا اور حضرت محی الدین صاحب ابن عربی کا نام میں نے سنا ہوا نہیں تھا، صرف اورنگ زیب کے متعلق میں جانتا تھا کہ ان کا نام محی الدین تھا۔ اس لئے میں نے اس وقت سمجھا کہ محی الدین سے مراد مَیں ہوں اور حضرت معین الدین چشتی چونکہ ہندوستان میں ایک مشہور بزرگ گزرے ہیں اس لئے میں نے سمجھا کہ معین الدین سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ لیکن بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ حضرت محی الدین صاحب ابن عربی بھی ایک بہت بڑے بزرگ ہوئے ہیں تو میں نے سمجھا کہ محی الدین سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جنہوں نے دین کو زندہ کیا اور معین الدین سے مراد مَیں ہوں جس نے دین کی اعانت کی۔ پس دین کو زندہ کرنے والے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور دین کی نصرت اور اعانت کرنے والا مَیں ہوں جیسے ماں بچہ جنتی ہے اور دایہ دودھ پلاتی ہے۔‘‘

(خطباتِ محمود جلد 25 صفحہ 89-90)

پھر تیسرا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ ’’تیسرا الہام جو مجھے اسی رنگ میں ہوا لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد۔ وہ یہ ہے کہ اِعۡمَلُوۡۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُکۡرًا (سبا:14) کہ اے آل داؤد! تم اللہ تعالیٰ کے شکر کے ساتھ اس کے احکام پر عمل کرو۔ اس الہام کے ذریعہ اِعۡمَلُوۡا کہہ کر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے منشاء پر پوری طرح عمل کرنے کا حکم دیا ہے اور آل داؤد کہہ کر اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت سلیمان علیہ السلام سے مشابہت دی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد خلیفہ ہوئے تھے اور ان کے بیٹے بھی تھے۔‘‘

آپ فرماتے ہیں ’’مجھے یاد ہے اس وقت یہ الہام اتنے زور سے ہوا کہ کتنی دیر تک مجھ پر اس الہام کے نازل ہونے کی کیفیت تازہ رہی اور یہ الہام اتنا واضح تھا کہ باوجودیکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وقت فوت ہو چکے تھے جب میں اپنے بعض ہم عمروں سے سیر میں اس کا ذکر کر رہا تھا (تو) یکدم میرے ذہن سے آپ کی وفات کا خیال نکل گیا اور مجھے جوش پیدا ہوا کہ میں دوڑ کر جاؤں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جا کر اس کا ذکر کروں۔‘‘

(خطباتِ محمود جلد 25 صفحہ 90)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ ’’چوتھی شہادت اس رؤیا کی تصدیق (جو رؤیا اللہ تعالیٰ نے مصلح موعود ہونے کی دکھائی) میرا یہ کشف ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیت الدعا میں بیٹھا دعا کر رہا ہوں کہ یکدم مجھ پر ظاہر کیا گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ابراہیم تھے۔ پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر ظاہر کیا گیا کہ اس امّت میں اور بھی کئی ابراہیم ہوئے ہیں۔ چنانچہ حضرت خلیفہ اول کے متعلق بتایا گیا کہ آپ بھی ابراہیم ہیں اور آپ کا نام مجھے ابراہیم اَدھم بتایا گیا۔ اَدھم ایک بادشاہ تھے جو بادشاہت کو چھوڑ کر تصوف کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ پس مجھے بتایا گیا کہ حضرت خلیفہ اول ابراہیم ادھم ہیں۔ پھر مجھے بتایا گیا کہ ایک ابراہیم تم بھی ہو۔‘‘

(خطباتِ محمود جلد 25 صفحہ 90)

(خطبہ جمعہ 17/ فروری 2017ء)

نمازیں

خدا کے آستانے پر نمازیں خود بلاتی ہیں
یہ وقتِ وصل ہے، اٹھو! دلوں کو یوں جگاتی ہیں

خیالوں کے سمندر میں کہیں گر دور جا نکلیں
دلوں کو پھیر کر پھر سے خدا کے در پہ لاتی ہیں

نمازوں کو کھڑا کرنے کی ہر پل کا وشیں اپنی
دلوں کے نرم گوشوں میں نئی شمعیں جلاتی ہیں

بہت خاموش سی ضربیں لگا کر دل کی غفلت پر
طبیعت موم کرکے آستانے پر جھکاتی ہیں

دلوں کی کج روی کو یہ بدل دیتی ہیں دھیرے سے
عبادت کا انہیں پھر مستقل عادی بناتی ہیں

کبھی بیدار خاموشی میں زندہ سجدہ گاہوں میں
کسی بےتاب عاشق کی طرح ہم کو رلاتی ہیں

غموں کے گھپ اندھیروں میں نئی امید کی مشعل
جلا کر نور کے ہالے یہ تن من میں بناتی ہے

کوئی تھامے یہ ڈوری تو بہت مضبوط ہے رشتہ
نمازیں ہم کو منکر اور فحشا سے بچاتی ہیں

نمازیں خود جگاتی ہیں انہیں جو اس کے جویا ہیں
عبادت کا انہیں اک قیمتی مخزن بناتی ہیں

یہ احساں ہے بڑا ہم پر کہ ہم کو دی ہے یہ نعمت
کہ مالک سے ہمیں اپنے نمازیں ہی ملاتی ہیں

زاہدہ رحمٰن۔ امریکہ

صبیحہ محمود۔ جرمنی

احکام خداوندی

اللہ کے احکام کی حفاظت کرو۔ (الحدیث)

قسط 73

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔‘‘

(کشتی نوح)

باب قسمیں

’’قرآن شریف کی رُو سے لغو یا جھوٹی قسمیں کھانا منع ہے کیونکہ وہ خدا سے ٹھٹھا ہے اور گستاخی ہے اور ایسی قسمیں کھانا بھی منع ہے جو نیک کاموں سے محروم کرتی ہوں۔‘‘

(حضرت مسیح موعودؑ)

قسمیں نہ کھانے کا حکم

وَاَقۡسَمُوۡا بِاللّٰہِ جَہۡدَ اَیۡمَانِہِمۡ لَئِنۡ اَمَرۡتَہُمۡ لَیَخۡرُجُنَّ ؕ قُلۡ لَّا تُقۡسِمُوۡا ۚ طَاعَۃٌ مَّعۡرُوۡفَۃٌ

(النور:54)

اور انہوں نے اللہ کی پختہ قسمیں کھائیں کہ اگر تُو انہیں حکم دے تو وہ ضرور نکل کھڑے ہوں گے۔ تُو کہہ دے کہ قسمیں نہ کھاؤ۔ دستور کے مطابق اطاعت (کرو)۔

منت پوری کرنا

وَلۡیُوۡفُوۡا نُذُوۡرَہُمۡ

(الحج:30)

اور اپنی منتوں کو پورا کریں۔

یُوۡفُوۡنَ بِالنَّذۡرِ

(الدھر:8)

وہ (اپنی) منت پوری کرتے ہیں۔

اللہ کو ضامن بنانے کے بعد قسموں کو نہ توڑو

وَاَوۡفُوۡا بِعَہۡدِ اللّٰہِ اِذَا عٰہَدۡتُّمۡ وَلَا تَنۡقُضُوا الۡاَیۡمَانَ بَعۡدَ تَوۡکِیۡدِہَا وَقَدۡ جَعَلۡتُمُ اللّٰہَ عَلَیۡکُمۡ کَفِیۡلًا

(النحل:92)

اور تم اللہ کے عہد کو پورا کرو جب تم عہد کرو اور قسموں کو ان کی پختگی کے بعد نہ توڑو جبکہ تم اللہ کو اپنے اوپر کفیل بنا چکے ہو۔

اپنی قسموں کو فریب سے رسوخ بڑھانے کا ذریعہ نہ بناؤ

وَلَا تَکُوۡنُوۡا کَالَّتِیۡ نَقَضَتۡ غَزۡلَہَا مِنۡۢ بَعۡدِ قُوَّۃٍ اَنۡکَاثًا ؕ تَتَّخِذُوۡنَ اَیۡمَانَکُمۡ دَخَلًۢا بَیۡنَکُمۡ اَنۡ تَکُوۡنَ اُمَّۃٌ ہِیَ اَرۡبٰی مِنۡ اُمَّۃٍ

(النحل:93)

اور اس عورت کی طرح مت بنو جس نے اپنے کاتے ہوئے سُوت کو مضبوط ہو جانے کے بعد پارہ پارہ کر دیا تم اپنی قسموں کو آپس میں دھوکہ دہی کے لئے استعمال کرتے ہو مبادا ایک قوم دوسری قوم پر فوقیت لے جائے۔

اپنی قسموں کو فریب کا ذریعہ نہ بناؤ

وَلَا تَتَّخِذُوۡۤا اَیۡمَانَکُمۡ دَخَلًۢا بَیۡنَکُمۡ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعۡدَ ثُبُوۡتِہَا

(النحل:95)

اور تم اپنی قسموں کو آپس میں دھوکہ دہی کا ذریعہ نہ بناؤ مبادا (تمہارا) قدم جم جانے کے بعد اُکھڑ جائے۔

اصلاح بین الناس سے بچنے کے لئے اللہ کو قسموں کا نشانہ بنانے کی ممانعت

وَلَا تَجۡعَلُوا اللّٰہَ عُرۡضَۃً لِّاَیۡمَانِکُمۡ اَنۡ تَبَرُّوۡا وَتَتَّقُوۡا وَتُصۡلِحُوۡا بَیۡنَ النَّاسِ

(البقرہ:225)

اور اللہ کو اپنی قسموں کا نشانہ اس غرض سے نہ بناؤ کہ تم نیکی کرنے یا تقویٰ اختیار کرنے یا لوگوں کے درمیان اصلاح کرنے سے بچ جاؤ۔

اللہ کی پختہ قسمیں کھا کر نبی کو مت جھٹلاؤ

وَاَقۡسَمُوۡا بِاللّٰہِ جَہۡدَ اَیۡمَانِہِمۡ لَئِنۡ جَآءَہُمۡ نَذِیۡرٌ لَّیَکُوۡنُنَّ اَہۡدٰی مِنۡ اِحۡدَی الۡاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَہُمۡ نَذِیۡرٌ مَّا زَادَہُمۡ اِلَّا نُفُوۡرَا ﴿۴۳﴾

(فاطر:43)

اور انہوں نے اللہ کی پختہ قسمیں کھائیں کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈرانے والا آیا تو ضرور وہ ہر ایک امت سے بڑھ کر ہدایت پا جائیں گے۔ پس جب ان کے پاس کوئی ڈرانے والا آیا تو انہیں نفرت کے سوا کسی چیز میں نہ بڑھا سکا۔

قسموں کی حفاظت کرنے اور اُن کے توڑنے کا کفارہ

لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰہُ بِاللَّغۡوِ فِیۡۤ اَیۡمَانِکُمۡ وَلٰکِنۡ یُّؤَاخِذُکُمۡ بِمَا عَقَّدۡتُّمُ الۡاَیۡمَانَ ۚ فَکَفَّارَتُہٗۤ اِطۡعَامُ عَشَرَۃِ مَسٰکِیۡنَ مِنۡ اَوۡسَطِ مَا تُطۡعِمُوۡنَ اَہۡلِیۡکُمۡ اَوۡ کِسۡوَتُہُمۡ اَوۡ تَحۡرِیۡرُ رَقَبَۃٍ ؕ فَمَنۡ لَّمۡ یَجِدۡ فَصِیَامُ ثَلٰثَۃِ اَیَّامٍ ؕ ذٰلِکَ کَفَّارَۃُ اَیۡمَانِکُمۡ اِذَا حَلَفۡتُمۡ ؕ وَاحۡفَظُوۡۤا اَیۡمَانَکُمۡ ؕ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمۡ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ ﴿۹۰﴾

(المائدہ:90)

اللہ تمہیں تمہاری لغو قسموں پر نہیں پکڑے گا لیکن وہ تمہیں ان پر پکڑے گا جو تم نے قسمیں کھا کر وعدے کئے ہیں۔ پس اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے جو اوسطاً تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو، یا انہیں کپڑے پہنانا ہے یا ایک گردن آزاد کرنا ہے اور جو اس کی توفیق نہ پائے تو تین دن کے روزے (رکھنے ہوں گے)۔ یہ تمہارے عہد کا کفارہ ہے جب تم حلف اٹھالو اور (جہاں تک بس چلے) اپنی قسموں کی حفاظت کیا کرو۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم شکر کرو۔

(نوٹ: اس آیت میں قسموں کی حفاظت کرنے کے ذکر کے ساتھ ساتھ ان کے توڑنے کا کفارہ اور اس میں مختلف طریق بیان ہوئے ہیں جو یہ ہیں۔)

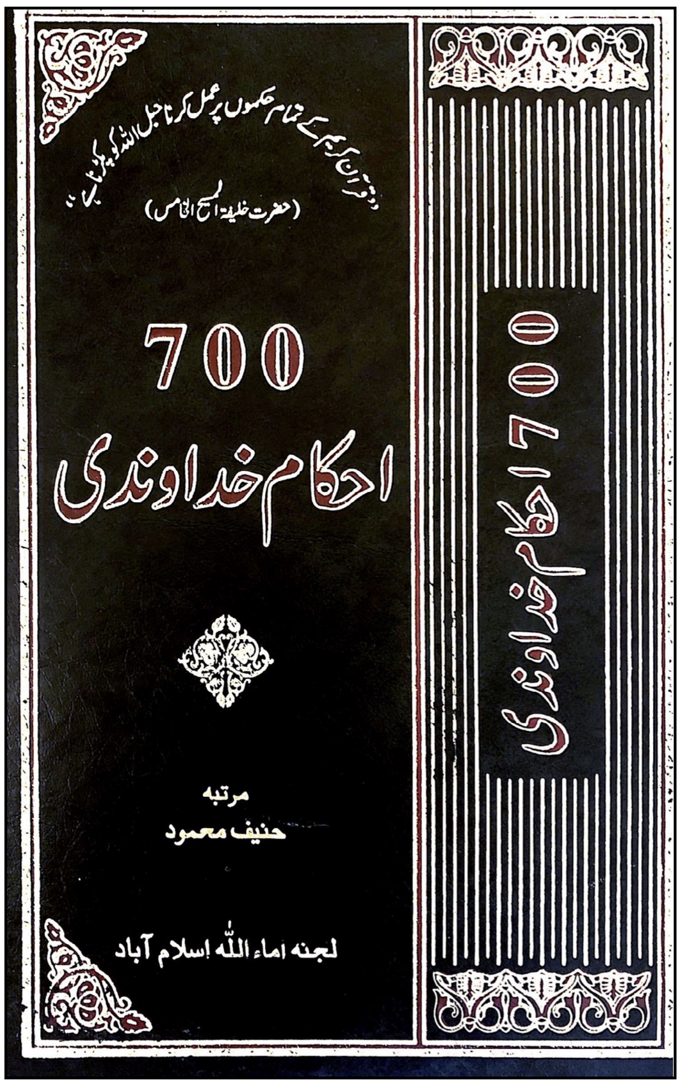

1. لغو قسموں پر کوئی پکڑ نہیں مگر پکی قسموں کو توڑنے پر خدا تعالیٰ کی پکڑ ہے۔
2. اور اس کے توڑنے کا کفارہ دس مسکینوں کو متوسط درجہ کا کھانا کھلانا ہے جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو۔
3. یا انہیں کپڑے پہنانا ہے۔
4. یا ایک غلام کی گردن کا آزاد کرنا ہے۔
5. جو اس کی توفیق نہ پائے اُسے تین دن کے روزے رکھنے ہوں گے۔
6. تم اپنی قسموں کی حفاظت کیا کرو۔

قسم کو باطل کرنے کی ممانعت

وَلَا تَحۡنَثۡ

(ص:45)

اور (اپنی) قسم کو جھوٹا نہ کر۔

(نوٹ: حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا ترجمہ یہ فرمایا ہے کہ ’’حق سے باطل کی طرف مائل نہ ہو۔‘‘)

حلال و حرام چیزوں میں سے کسی کو تبدیل کرنے کی قسم کو کھولنا

یٰۤاَیُّہَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ ۚ تَبۡتَغِیۡ مَرۡضَاتَ اَزۡوَاجِکَ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۲﴾ قَدۡ فَرَضَ اللّٰہُ لَکُمۡ تَحِلَّۃَ اَیۡمَانِکُمۡ ۚ وَاللّٰہُ مَوۡلٰکُمۡ ۚ وَہُوَ الۡعَلِیۡمُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۳﴾

(التحریم:2-3)

اے نبی! تُو کیوں حرام کر رہا ہے جسے اللہ نے تیرے لئے حلال قرار دیا ہے۔ تُو اپنی بیویوں کی رضا چاہتا ہے اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ اللہ نے تم پر اپنی قسمیں کھولنا لازم کر دیا ہے اور اللہ تمہارا مولا ہے اور وہ صاحب علم (اور) صاحب حکمت ہے۔

(700 احکام خداوندی از حنیف احمد محمود صفحہ 519-524)

ہادی علی چوہدری۔ نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ

اور ایک آفاقی عالم، متکلم اور ادیب

قسط 1

ایک ممتاز داعی الیٰ اللہ اور متکلّم

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو اللہ تعالیٰ نے جن خاص اوصافِ حمیدہ سے نوازا تھا ان میں سے ایک نمایاں اور روشن وصف یہ بھی تھا کہ خدا تعالیٰ نے آپؒ کو علم کلام میں خاص اعجاز عطا فرمایا تھا۔ آپؒ کا کلام، اجتہاد اور استنباط ٹھوس علمی بنیاد، عقل سلیم اور نور فراست پر استوار تھا جس کے ساتھ برجستگی، بے ساختگی، جلادت اور ذکاوت آپؒ کو دیگر متکلّمینِ امّت سے ایک ممتاز مقام پر کھڑا کرتی تھی۔ آپؒ کے اس علم کی تاریں علمِ لدنّی سے منسلک تھیں جو خلافتِ حقّہ کے اعجاز کی رونمائی کرتا تھا۔ کئی بار یہ ہوتا تھا کہ آپ نے کسی سوال کا برجستہ جواب دیا مگر اس کی بنیاد حضرت مسیح موعودؑ یا آپؑ کے مقدّس خلفاء کی کتب میں موجود ہوتی تھی۔ مگر آپؒ کے اس جواب کی بنا کوئی کتابی یا منقولی علم نہیں تھا بلکہ وہ لدنّی علم تھا جس کی بنیاد سچائی تھی اور اس کا منبع خود ذات باری تعالیٰ تھی۔ یہ وہی علم تھا جو اللہ تعالیٰ نے بنیادی طور پر حضرت مسیح موعودؑ کو بھی عطا فرمایا تھا اور پھر آپؑ کی جانشینی میں حصّہ رسدی آپؑ کے خلفاء کو بھی۔ یہ اعجازی کلام سائل کے عقلی اور علمی افق کے مطابق اس کی تسلّی کا موجب ہوتا یا اس کے لئے مُسکت ضرور ہوتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو گفتگو کا جو خاص ملکہ عطا فرمایا تھا، اس کے ساتھ فطری ذہانت اور خدا داد بصیرت مل کر اس گفتگو کو اور بھی پرکشش اور پُرتاثیر بنا دیتے تھے۔ اس لئے سننے والا خواہ وہ کس درجے کا ہی پرخاش جُو کیوں نہ ہوتا، کسی نہ کسی حد تک متاثر ضرور ہوتا تھا۔

ابتداء ہی سے آپؒ کے اندر سچائی پر قیام کے شعور کے ساتھ ایک اعتماد اور وثوق بھی پایا جاتا تھا جس کی بناء پر دوسروں تک اللہ کا پیغام پہنچانے میں آپؒ کو نہ کسی طرح کی جھجک تھی اور نہ ہی کسی قسم کا احساس کم مائیگی۔ چنانچہ آپؒ بیان فرماتے ہیں:

’’ہمارے بچپن کا واقعہ ہے کہ ہم کوہ مری میں تھے۔ وہاں ہم ایک چرچ میں مناظرے کے لئے گئے۔ ہمیں یقین تھا کہ ہم جیتیں گے۔ پادری صاحب سے بات ہوئی۔ کچھ دیر ہم ان سے پوچھتے رہے۔ انہوں نے وہی باتیں بیان کیں جو وہ عام طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق بیان کرتے ہیں ہم نے جب اس کا جواب دیا تو پادری فوراً چونکا اور بولا کیا تم احمدی ہو؟ ہم نے کہاں ہاں۔ اس نے کہا پھر احمدیوں سے ہمارا کوئی مناظرہ نہیں۔‘‘

(الفضل 30؍ دسمبر 1998ء)

ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ اپنے تعلق اور نسبت کے متعلق بتایا:

’’بچپن میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لٹریچر آنحضرتؐ اور اسلام کے دفاع میں پڑھا کرتا تھا تو میں خدا تعالیٰ سے دعا کیا کرتا تھا کہ اے خدا! جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے آقا اور مطاع حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی حفاظت میں سینہ سپر ہو جاتے ہیں مجھے بھی یہ توفیق دے کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دفاع میں اسی طرح کروں۔ مجھے یقین ہے کہ خدا تعالیٰ نے میری دعاؤں کو قبول کیا۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 29؍ اگست تا 4؍ ستمبر 1997ء)

طالبعلمی کے زمانے میں بھی آپؒ کی دوستیاں بھی سچائی کے پرچار اور اس کی برکتوں سے بھری رہتی تھیں۔ اس سلسلہ میں آپؒ اپنے طریق کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’پہلے دوست بناتا تھا۔ پھر دعوت الیٰ اللہ کرتا تھا۔ کافی دوست ایسے بنائے ہوئے تھے کالج میں۔ اوّل تو اچھے لڑکے دوست بنا کرتے تھے۔ پھر دوستی کے ساتھ ساتھ آہستہ آہستہ بات کھل جایا کرتی تھی پھر دعوت الیٰ اللہ شروع ہو جاتی تھی۔ بہت پیارے پیارے ایسے دوست تھے۔‘‘

(الفضل یکم جولائی 2000ء)

اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو شروع سے ہی دعوت الیٰ اللہ کے شوق کے ساتھ اس کا ڈھنگ بھی خوب عطا فرمایا تھا۔ چنانچہ شاذ ہی ایسا ہوا ہو گا کہ کسی غیر از جماعت فرد سے آپؒ کو بات کرنے کا موقع ملا ہو اور وہ بالآخر جماعت احمدیہ کے تعارف کا خواہاں نہ ہوا ہو۔ ابتداء میں بات خواہ دنیا کے کسی بھی موضوع پر شروع ہوتی تھی مگر آخر کار وہ اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت پر منتج ہوتی تھی۔ خدا تعالیٰ نے آپؒ کو گفتگو اور کلام کا جو خاص ملکہ عطا فرمایا تھا، اس کے ہمراہ فطری ذہانت اور علم لدنّی اس گفتگو کو پُرکشش بنا دیتے تھے۔ لہٰذا سننے والا ضرور کسی نہ کسی حد تک متاثر ہوتا تھا۔ اس قسم کے واقعات روزمرّہ کی زندگی میں ہمیشہ رونما ہوتے تھے۔

دعوت الیٰ اللہ کے لئے جس حق گوئی، دلیری اور بہادری کی ضرورت ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی آپؒ کو پوری طرح آراستہ فرمایا تھا۔ اظہار حق کے لئے نہ آپؒ کبھی کسی استاد سے مرعوب تھے، نہ ہی کسی غیر اللہ سے۔ لہٰذا آپؒ کے غیر مسلم اساتذہ تھے یا کسی بھی شہرت وعظمت یا اقتدار کا مالک کوئی اور شخص، آپؒ پورے اعتماد اور برتری کے مقام سے بات کرتے تھے۔ الغرض دعوت الیٰ اللہ کے لئے ہر وہ خوبی اور وصف آپؒ کو قدرت کی طرف سے ودیعت تھا جو اس کے لئے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ دراصل آپؒ کی ابتداء تھی جو جلا پاتے پاتے اس نقطۂ عروج پر پہنچی تھی کہ جہاں پھر آپؒ کا کوئی ثانی نہیں تھا۔

آپؒ کے اس وصف کے سفر میں ایک لمحہ آپؒ کے لندن میں طالبعلمی کے زمانہ میں اتر کر دیکھتے ہیں کہ وہاں آپؒ کس طرح اسلام کے دفاع میں مشغول تھے؟ چنانچہ آپؒ اس زمانہ کا ایک واقعہ سناتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’جب میں لندن پڑھا کرتا تھا تو ایک مرتبہ سؤر کے گوشت کی حرمت کا ذکر آنے پر میں نے اس جانور کی بے حیائی کا ذکر کیا کہ کس طرح اس کے کھانے سے یہی اثر کھانے والے پر ہو جاتا ہے۔ تو ایک لڑکی کھڑی ہوئی اور اس نے کہا تو اس میں حرج ہی کیا ہے؟ تو میں نے کہا کہ یہی تو میں ثابت کرنا چاہتا تھا۔ یہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس جانور کا گوشت کھایا جائے وہی خصلتیں اور عادات کھانے والے میں پیدا ہو جاتی ہیں۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 24؍ دسمبر تا 30؍ دسمبر 1999ء)

یعنی اس لڑکی کے جواب میں یہ ثبوت موجود تھا کہ اس جانور کے کھانے سے کھانے والے میں بے حیائی کا احساس تک ختم ہو جاتا ہے۔

ایک مرتبہ یونیورسٹی آف لندن میں تاریخ کے ایک متعصّب پروفیسر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مدینہ میں یہودی قبیلہ بنو قریظہ کی غدّاری

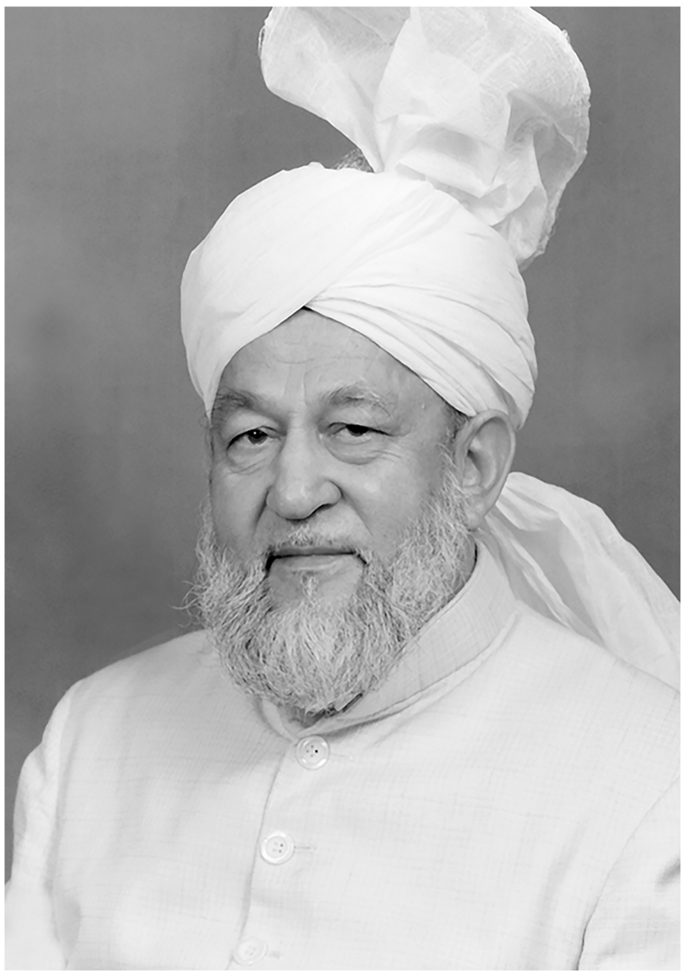

اور ان کی سزا کے بارہ میں ظلم کا الزام لگایا۔ اس کے دفاع کا ذکر کرتے ہوئے آپؒ فرماتے ہیں:

’’میں اور میرے عزیز دوست میر محمود احمد صاحب ناصر اسے برداشت نہ کر سکے اور جواب دینے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس پر اُس پروفیسر نے کہا کہ یہاں بحث کا وقت نہیں۔ تم کو جو کچھ کہنا ہو میرے کمرے میں آ کر کہنا۔ مگر ہم نے اسے یہ جواب دیا کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہمارے آقاؐ پر حملہ کرو تو تم برسر عام کرو اور جواب ہم علیحدگی میں دیں؟ چنانچہ جب ہم نے اس بارہ میں اپنے نقطۂ نظر کی وضاحت کی تو ایک یہودی طالبعلم اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے یہ اعلان کیا کہ ’’اگرچہ میں یہودی ہوں اور سب سے زیادہ مجھے اس بات کا غصّہ ہونا چاہئے تھا مگر یہ بحث سننے کے بعد میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ محمّد صلی اللہ علیہ وسلم پر اس واقعہ سے ہرگز کوئی حرف نہیں آتا۔ کیونکہ اوّل تو یہ فیصلہ ان کا نہیں تھا۔ دوسرے سعد بن معاذؓ کا فیصلہ بھی میرے نزدیک درست تھا اور وہ غدّار اسی لائق تھے کہ تہِ تیغ کئے جاتے۔‘‘

(مذہب کے نام پر خون، باب بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ، صفحہ 65)

1978ء میں یورپ اور امریکہ کے سفر کے دوران حضرت صاحبزادہ صاحبؒ نے ایک شخص سے بات شروع کی جو حسب معمول دعوت الیٰ اللہ تک پہنچ گئی۔ آخر پر وہ کہنے لگا اگر آپ بُرا نہ منائیں تو ایک بات آپ سے پوچھوں۔ آپ تو بہت مہذّب اور تعلیم یافتہ انسان نظر آتے ہیں مگر کیا وجہ ہے کہ آپ کی بیوی اور بیٹیاں اس موجودہ ماڈرن زمانے کے ساتھ چلتی ہوئی نظر نہیں آتیں۔ آپؒ نے اسے جواب دیا کہ شاید ان برقعوں اور پردے سے تم نے یہ اندازہ لگایا ہے۔ مگر بات اس طرح نہیں ہے جیسے آپ سمجھے ہیں۔ بلکہ اس کے برعکس یہ تعلیم یافتہ ہیں اور اس دور کے تقاضوں کو بھی بخوبی جانتی ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ آپ کی قوم کی عورتیں اب اتنی مہذّب نہیں رہیں۔ تہذیب نے انسان کو رفتہ رفتہ کپڑے پہننا سکھایا تھا کپڑے اُتارنا نہیں۔ آپ کی عورت دوبارہ اس جاہلیت کے دور کی طرف چلی گئی ہے جب انسان بغیر کپڑوں کے شرم محسوس کئے بغیر پھرتا تھا۔ اس بات کو ذرا شگفتہ بنانے کے لئے آپ نے ہنس کر مزید فرمایا: ’’ہو سکتا ہے تمہارے خیال میں میری بیوی اور بیٹیوں نے کچھ زیادہ ہی کپڑے پہن لئے ہوں مگر بہرحال یہ اُن خواتین سے بہتر ہیں جو تہذیب کے تمام تقاضوں کو ایک طرف رکھ کر دوبارہ اپنے آپ کو عریاں کرنے میں فخر

محسوس کرتی ہیں۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو کلام کا جادو اور بیان کا سحر عطا فرمایا تھا جو بالغ دلیل اور راسخ منطق سے ہمنوا تھا۔ چنانچہ سامع کسی بھی مذہب وملّت یا مکتبہٴ فکر سے تعلق رکھتا ہو، آپؒ کا خطاب سن کر مسحور ضرور ہوتا تھا۔ آپؒ کی ہر مجلس سوال و جواب شاہد ہے کہ چند ہی ثانیوں میں سامعین، خواہ وہ مخالف عقائد و اعتقاد کے حامل یا کیسے ہی رزم پوش کیوں نہ ہوتے تھے، اکثر کی آنکھیں آپؒ کے بیان کی تائید میں چمک جاتی تھیں اور سر ازراہِ تصدیق میں جھولنے لگتے تھے۔

سوالات کے جوابات میں آپؒ کو اللہ تعالیٰ نے خاص مقدرت بخشی تھی اور وہ ہر قسم کی صورتحال میں آپؒ کی خود مدد فرماتا تھا۔ آپؒ کی بڑی ہمشیرہ محترمہ صاحبزادی امۃ الباسط صاحبہ نے آپؒ کو خلافت کا منصب عطا ہونے سے پہلے ایک مرتبہ مجالس سوال و جواب کے بارہ میں آپؒ سے پوچھا: ’’کبھی پھنسے بھی ہو؟‘‘ جواب دیا:

’’ایک مرتبہ پھنسنے لگا تھا جب ایک آدمی نے کہا کہ آپ جو کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تین دن کے بعد سولی سے زندہ اُتر آئے تو آپ اپنا ایک آدمی ہمارے سپرد کر دیں۔ ہم اسے ایک گھنٹے کے لئے سولی پر لٹکا دیں گے۔ اگر وہ زندہ اتر آیا تو آپ کو سچا مان لیں گے۔ یہ سن کر پہلے تو میں گھبرایا لیکن خدا تعالیٰ نے مدد فرمائی اور میں نے کہا کہ آپ مانتے ہیں کہ حضرت یونسؑ مچھلی کے پیٹ میں تین دن تک رہے۔ آپ اپنا ایک آدمی دیدیں، ہم اسے مچھلی کو کھلواتے ہیں، اگر وہ زندہ بچ گیا تو ہم تمہیں سچا مان لیں گے۔‘‘

اسی طرح لاہور کی ایک مجلس سوال و جواب کا واقعہ ہے کہ ایک روباہ باز نے لبالب بھری جوابات سے مسحور مجلس میں اُٹھ کر اچانک اپنی چھَل سپولی پھینک کر مجلس پر محیط طلسم حق و صداقت کو توڑنے کی جسارت کی اور کہا: ’’مجھے آپ کے چہرے پر کوئی نور نظر نہیں آتا۔‘‘

اس دشمن خشمگیں کا یہ سوال یا تبصرہ بڑا خطرناک تھا کہ حضرت صاحبزادہ صاحبؒ جس کا نہ اثبات میں جواب دے سکتے تھے کہ خود ستائشی ممکن نہ تھی اور نہ ہی سچائی کی پُرنور بنیاد پر متمکن ہونے کی وجہ سے نفی کر سکتے تھے۔ جبکہ مجلس ایسی جمی ہوئی تھی کہ جیسے ایک ساکت جھیل کی جامد سطح پر اگر ایک ذرّہ برابر کثافت بھی گرے تو اسے لہر خیز بنا دے۔ اس روح پروَر اور ٹھہری ہوئی مجلس میں بے موقع، بے وقت اور اچانک گویا ایک بھاری بھرکم پتھر نے سامعین کے اندر طوفان خیز ارتعاش پیدا کر دیا تھا بلکہ بعض برافروختہ بھی ہونے لگے تھے۔ قوی اندیشہ تھا کہ کوئی جذباتی ہو کر اس پر دست درازی نہ کر بیٹھے۔ چنانچہ پولیس والے بھی مستعد ہو چکے تھے۔

جواب دینے والا اگر کوئی عام انسان ہوتا تو اس براہِ راست طعن پر تاؤ کھا کر کھٹا پٹی پر اتر آتا۔ مگر حضرت صاحبؒ ایک ایسے صاحب مَقدرت جری کی طرح مطمئن تھے جس کی طاقت مدّ مقابل کو اپنی گرفت میں کرنے پر چہرے پرسکون و تسلّی کے آثار ظاہر کرتی ہے۔ چنانچہ آپؒ نے بڑے اطمینان سے فرمایا:

’’میں تو حضرت محمد مصطفیٰؐ کا ایک ادنیٰ غلام ہوں۔ آپ یہ تو مانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر غیر معمولی نور تھا۔‘‘

اس شخص نے بڑے طمطراق سے جواب دیا کہ اس میں کوئی شک ہی نہیں۔ بلا شک آپؐ کا چہرہ بے حد نورانی تھا۔ پس حضورؒ نے اسی لمحے عصائے مسیح محمدیؑ پھینکتے ہوئے فرمایا:

’’لیکن ابوجہل کو تو آپؐ کے چہرے پر وہ نور نظر نہیں آتا تھا۔‘‘

اس عصا کا گرنا تھا کہ مجلس ایک زنّاٹے دار قہقہے سے بھڑک اُٹھی لیکن طرفۃ العین ہی میں وہی پہلے والا سکون وسکوت پھر عود کر آیا۔ مجلس دوبارہ جم گئی۔ سامعین سچائی کے جلوۂ جلال و جمال میں پھر ڈوب گئے اور وہ ابوجہل مثال بد سگال پسینۂ عار میں شرابور منہ بوری ہو گیا۔

ایک دفعہ 1985ء کی گرمیوں میں کیمبرج یونیورسٹی میں زیرِتعلیم احمدی طلبہ نے حضور رحمہ اللہ کی خدمت میں درخواست کی کہ حضورؒ یونیورسٹی میں تشریف لائیں اور وہاں طلباء اور پروفیسروں کو حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش، ہجرت اور وفات کے موضوع پر لیکچر دیں۔ آپؒ نے ان کی یہ درخواست قبول فرمالی۔ پروگرام میں آپؒ کے خطاب کے بعد سوالات کا بھی وقفہ تھا اور اس موقع پر شرّ پیدا کرنے کے لئے مسلمان طلبہ تیاری کرنے لگے۔ اس صورتحال کی اطلاع مقامی انتظامیہ کو کر دی گئی تھی تا کہ عملاً کوئی شرارت نہ ہو۔ اس پروگرام میں ایک اچھی تعداد میں یونیورسٹی کے طلبہ اور پروفیسرز تشریف لائے ہوئے تھے اور حضور رحمہ اللہ کے منتظر تھے۔ آپؒ مقررہ تاریخ اور وقت پر کیمبرج یونیورسٹی کے ہال میں تشریف لائے تو سامعین کے ساتھ شرارت کے خواہاں یہ لوگ بھی موجود تھے، ان میں چار ملّاں نما عرب طلبہ بھی تھے۔

پروگرام شروع ہوا۔ مکرّم مصطفیٰ ثابت صاحب نے چند آیاتِ قرآنیہ کی تلاوت کی اور ان کا ترجمہ بھی پیش کیا۔ ان کے بعد حضور رحمہ اللہ نے خطاب فرمایا اور حضرت عیسیٰؑ کی زندگی، ہجرت اور وفات کے بارہ میں بڑی جامعیت کے ساتھ حقائق پیش فرمائے۔ قرآنی سچائیوں پر مشتمل، امام وقت کے اس خطاب سے ہر ایک متفق بھی نظر آتا تھا اور متأثر بھی۔ یا بالفاظ دیگر جو متفق نہ تھا وہ متأثر ضرور تھا۔ اس صورتِ حال سے چشم شگوں گیر مضطرب بلکہ بے قرار ہو گئی۔ جونہی سوالات کا وقت آیا، انہی عرب طلباء میں سے ایک اٹھا اور کہنے لگا کہ

’’آپ غلط باتیں بتا کر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ آپ نے آیت کریمہ وَاٰوَیۡنٰہُمَاۤ اِلٰی رَبۡوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیۡنٍ ﴿۵۱﴾ (المومنون:51) سے غلط استدلال کرتے ہوئے حضرت عیسیٰؑ اور ان کی والدہ کی کشمیر کی طرف ہجرت کی کہانی گھڑ لی ہے۔ آپ عرب نہیں ہیں جبکہ قرآن کریم کی زبان عربی ہے، اسے عرب ہی بہتر سمجھ سکتے ہیں۔ اس آیت میں تو حضرت مریم کی وہ ہجرت بیان کی گئی ہے کہ جب انہیں ارضِ مقدّس سے نکل کر مصر کی طرف جانا پڑا تھا اور حضرت عیسیٰؑ ان کے پیٹ میں ان کے ساتھ تھے۔ اس آیت میں ان دونوں کی اُس ہجرت کا بیان ہے نہ کہ کشمیر کی طرف ہجرت کا۔ کیونکہ واقعہ صلیب کے بعد تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر چلے گئے تھے۔ اس واقعہ کے بعد ان دونوں کی کسی ہجرت کا یہاں کوئی ذکر نہیں ہے۔‘‘

حضور رحمہ اللہ بلا توقف پوڈیم پر تشریف لائے۔ آپؒ کا چہرہ ایک خاص نورانی تجلّی کے ہالہ میں جلال و جمال کے یکساں امتزاج سے دمک رہا تھا۔ اس عالم میں آپؒ نے ایک پُرجلال انداز میں جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ

’’یہ درست ہے میں عرب نہیں ہوں۔ لیکن میں دعوٰی سے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام عربوں اور عجمیوں سے زیادہ قرآن کریم کے علم سے نوازا ہے۔ آپ کی بات قطعی طور پر غلط ہے کیونکہ حضرت مریمؑ کے جس سفر کا آپ ذکر کر رہے ہیں ان کا وہ سفر حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش سے پہلے کا ہے اور خدا تعالیٰ نے یہاں ’’اٰوَیۡنٰہَا‘‘ نہیں فرمایا بلکہ ’’اٰوَیۡنٰہُمَا‘‘ فرمایا ہے اور عرب حاملہ عورت کے لئے کبھی بھی تثنیہ کا صیغہ استعمال نہیں کرتے بلکہ واحد کا صیغہ استعمال کرتے ہیں۔ اس آیت کریمہ میں صرف اس سفر کا ذکر ہے جو خدائی منشا کے تحت حضرت عیسیٰؑ نے اپنی والدہ کے ساتھ واقعہ صلیب کے بعد اختیار فرمایا تھا۔ اس کے علاوہ کسی اور سفر پر اس آیت کریمہ کا اطلاق ہو ہی نہیں سکتا۔‘‘

اس وقت اس معترض کی حالت وہی تھی جو آیت کریمہ ’’فَبُہِتَ الَّذِیۡ کَفَرَ‘‘ (کہ وہ منکر لاجواب ہو کر مبہوت ہو گیا) میں بیان ہوئی ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اسے ابھی مزید آبرو باختہ کرنا تھا۔ چونکہ اس نے عرب ہونے کے ناتے عربی دانی کی بڑ ہانکی تھی اس لئے اللہ تعالی نے اس کی خجلت آمیز شکست کا یہ سامان ایک عرب ہی کے ذریعہ کیا۔ ہوا یوں کہ اپنا جواب مکمل کرتے ہی حضور رحمہ اللہ نے مکرم مصطفی ثابت صاحب سے پوچھا:

’’کیا کوئی عرب، کبھی حاملہ عورت کے لئے تثنیہ کا صیغہ ’’ھُمَا‘‘ بھی استعمال کرتا ہے؟‘‘

مصطفیٰ ثابت صاحب برجستہ بولے: Yes, Huzoor اور پھر انہوں نے ایک ڈرامائی انداز میں کچھ توقف کیا۔ جس پر اس عرب معترض اور اس کے ساتھیوں کے ہونٹوں پر طنز آمیز فاتحانہ مسکراہٹ بکھرنے کو ہی تھی کہ مصطفی ثابت صاحب بولے:

“If he is an ignorant Arab!!!”

(یعنی سوائے جاہل عرب کے اور کوئی ایسا نہیں کہہ سکتا) یہ سننا تھا کہ محفل ایک لمحے کے لئے ایک اجتماعی قہقہے سے چمک اٹھی۔ چونکہ یہ ایک سنجیدہ اور علم کی سچائی سے بھرپور مجلس تھی اس لئے سب نے اس شرّ خواہ زک شدہ عرب پر ایک چشم جہت بیں ڈالی اور خاموشی سے سوالات کے پُرحقائق جوابات سے لطف اندوز ہونے لگے۔

اللہ تعالیٰ نے نہ صرف یہ کہ شریروں کو بھری مجلس میں عرق خجالت میں اس حد تک غرق کر دیا کہ پھر ان میں سے کسی کو اور کسی حرکت کی جرأت نہ ہوئی، بلکہ غیب سے خلیفہٴ وقت کی تائید فرما کر احمدیت کے علم کلام کی صداقت کا نشان مزید پختہ اور قائم فرما دیا۔

حضور رحمہ اللہ جب یہ جواب ارشاد فرما رہے تھے تو آپؒ پر الٰہی تصرف جلوہ گر تھا۔ چنانچہ پروگرام کی تکمیل کے بعد جب کیمبرج سے لندن واپسی پر خاکسار (راقم الحروف) نے اس ’’ھَا‘‘ اور ’’ھُمَا‘‘ والے پُر معرفت و پُرحقیقت مسکت نکتہ کے بارہ میں سامعین کے لطف وسرور کا ذکر کیا تو آپؒ نے فرمایا:

’’مجھے اس نکتے کا نہ تو پہلے کوئی علم تھا اور نہ ہی میں نے کبھی کسی کتاب میں یہ پڑھا تھا۔ عین اسی وقت اللہ تعالیٰ نے میری زبان پر یہ القا کیا تھا اور میری زبان خود بخود اسے بیان کر رہی تھی۔‘‘

فَسُبۡحَانَ الَّذِیۡ اَخۡزَی الۡاَعَادِی

قارئین کرام! کسی سوال کرنے والے کی علمی، عقلی اور منطقی لحاظ سے تشفّی کرانا اور اسے سچائی کی طرف مائل کر دینا ایک حق پرست متکلم ہی کی اعلیٰ خوبی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایک معاند کے حملے سے بچنا اور مائلِ حق سامعین کو اس کی زد سے بچانا بھی اس کی اعلیٰ صفات میں سے ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ایسی ہر صفت سے متّصف تھے جو دین حق کی سچائی کے ثبوت کے لئے ضروری تھی۔ اس کے ساتھ آپؒ کو متلاشیان حق ہوں یا معترض، سچائی آشکار کرنے کے لئے ان کے سوالوں کے جواب دینے میں جو گوناں سکوں اور لذّت حاصل ہوتی تھی وہ بیحد تھی۔ آپؒ اپنے ایک خط محررہ 12؍ مئی 1982ء میں اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’کل کی مجالس مذاکرہ میں دو تین کالج کے وفود بھی آئے ہوئے تھے۔ گفت وشنید اتنے پیارے اور پُرسکون ماحول میں ہوئی اور سوالات اتنے علمی اور دلچسپ تھے کہ مزا آ گیا۔ جھنگ سے جو وفد آیا تھا وہ عموماً تاجروں پر مشتمل تھا اور کچھ مولوی بھی تھے لیکن سلجھے ہوئے تھے۔ اس طرح شیخوپورہ کا وفد بھی بہت اچھا تھا۔ چار گھنٹے مسلسل بولنے کے باوجود

بقیہ صفحہ 14 پر

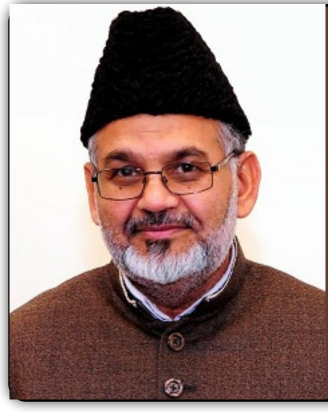

مولانا سید شمشاد احمد ناصر۔ امریکہ

تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے

ذاتی تجربات کی روشنی میں

قسط 79

ہفت روزہ نیویارک عوام نے اپنی اشاعت 18 تا 24/ نومبر 2011ء میں صفحہ 12 پر خاکسار کا ایک مضمون بعنوان ’’مصطفیٰ پر ترا بے حد ہو سلام و رحمت‘‘ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے۔ نفس مضمون وہی ہے جو پہلے گذر چکا ہے۔

پاکستان ٹائمز نے اپنی اشاعت 15 تا 22/ نومبر 2011ء میں صفحہ 3 پر خاکسار کی مضمون بعنوان ’’مصطفیٰ پر تیرا بے حد ہو سلام و رحمت‘‘ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے۔ نفس مضمون اوپر گزر چکا ہے۔ یہ اخبار امریکہ کی مختلف ریاستوں میں شائع ہونے کے علاوہ کینیڈا سے بھی شائع ہوتا ہے۔

ہفت روزہ نیویارک عوام نے اپنی اشاعت 25/ نومبر تا یکم دسمبر 2011ء میں صفحہ 12 پر خاکسار کا مضمون بعنوان ’’اے قادر و توانا! آفات سے بچانا‘‘ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے۔ خاکسار نے لکھا کہ اب ہم اسلامی کیلنڈر کے حساب سے جلد ہی نئے اسلامی سال میں داخل ہوجائیں گے۔ یہ آخری مہینہ سال کا اور اگلے سال کا پہلا مہینہ (ذی الحجہ اور محرم کا مہینہ) بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ ہر دو مہینے قربانیوں سے بھرے پڑے ہیں۔ ایک مہینہ میں جو ذوالحجہ کا ہے جانوروں کی قربانی حج کے تعلق میں کی جاتی ہیں اور اسلامی کیلنڈر کے پہلے مہینے یعنی محرم میں حضرت امام حسینؓ کی قربانی ہے جس میں اہل بیت نے اپنا خون دینا تو گوارا کیا لیکن باطل کے آگے نہیں جھکے اور جو اس سے سبق حاصل کرنا چاہئے تھا مسلمان آج اسی سے غفلت کر رہے ہیں۔ اسی لئے آج کے مضمون کے لئے یہ عنوان چنا ہے جو کہ ایک دعا ہے کہ ۔

’’اے قادر و توانا! آفات سے بچانا
ہم تیرے در پہ آئے ہم نے ہے تجھ کو مانا‘‘
’’غیروں سے دل غنی ہے جب سے ہے تجھ کو جانا
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ‘‘

خاکسار نے محرم الحرام کے مہینہ کے بارے میں مزید بتایا کہ ان دنوں میں کثرت سے درود شریف پڑھا جائے اور پھر 4 احادیث لکھی ہیں جن میں درود شریف کی اہمیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے۔

ایک حدیث درج کرتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایک مرتبہ مجھ پر درود بھیجے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے گا۔ حضرت مسیح موعود (علیہ السلام) فرماتے ہیں:

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمد دلبر میرا یہی ہے
اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

خاکسار نے اس کے بعد زاہدہ حنا صاحبہ ایک کالم نگار کے مضمون سے چند اقتباسات بھی لکھے۔ وہ لکھتی ہیں:

پاکستان کی آبادی میں غیرمسلموں کا تناسب بمشکل 2 سے 3 فیصد ہے ان غیرمسلموں کے حوالے سے ایک امریکن کمیشن کی رپورٹ سامنے آئی ہے۔ جو نصاب کی 100 سے زیادہ کتابوں کی چھان بین کے بعد مرتب کی گئی ہیں اور اس کے لئے سینکڑوں طلبہ اور اساتذہ سے بھی سوالات کئے گئے ہیں اس رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ پہلی سے میٹرک تک کی نصابی کتابوں میں ہندو، عیسائی اور دوسرے غیرمسلموں کے خلاف ذہنوں کو آلودہ اور انتہاپسندی کو ترویج دینے کا کام اس وقت سے شروع کر دیا جاتا ہے جب ذہن کچے ہوتے ہیں اور یوں اکثریت کے ذہنوں میں ان لوگوں سے نفرت کا بیج بو دیا جاتا ہے جو آگے چل کر لوگوں کو تشدد پر مائل کرتا ہے......اس رپورٹ میں نفرت کی جس رپورٹ کا ذکر کیا گیا ہے اس کی فصلیں آج لہلہا رہی ہیں۔ ایچ آر سی پی کی سالانہ رپورٹیں پڑھیئے تو ہمیں سال بہ سال پاکستانی غیرمسلموں کا حال زار سناتی ہیں کہ کتنے عیسائیوں کے گھر جلے۔ ان کی عبادت گاہوں کی کس طرح بے حرمتی ہوئی۔ کتنے ہندوؤں نے جان کے خوف سے نقل مکانی کی اور اپنی دھرتی کو چھوڑ کر روتے ہوئے ہندوستان گئے۔ احمدیوں کی جان کس طرح ہر وقت سولی پر رہتی ہے، انہیں ملازمتوں سے نکالنے کا برسرعام مطالبہ ہوتا ہے۔ ان کی دکانوں کو نشان زدہ کر کے اکثریت سے کہا جاتا ہے کہ ان کا معاشی مقاطعہ کیا جائے۔ یہ سب کچھ ہمارے ہاں روزمرہ امور ہیں۔ اکثریت کو اس بات کا گمان بھی نہیں گزرتا کہ ان کے درمیان رہنے والے غیرمسلم جو آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں وہ ہر لحہ خوف میں مبتلا رہتے ہیں کہ کب ان کے گھر پر حملہ ہوجائے۔ کب ان پر توہین رسالت کا الزام لگ جائے کہ غیرمسلموں سے ذاتی دشمنی چکانے کا سب سے آسان طریقہ یہی رہ گیا ہے اور جانے کب ان کی دوکان جلا دی جائے۔ کسی کی نظر اگر ان کی بیٹی اور بہن پر ہے تو اسے اٹھالیا جائے اور پھر جبراً اسے مسلمان کر کے اس سے شادی کر لی جائے اور لڑکی اور اس کے گھر والوں کی فریاد سننے والا بھی کوئی نہیں ہوتا۔

ابھی اس امریکی رپورٹ پر پاکستان بھر میں واویلا ہو رہا تھا اور اسے جھوٹ قرار دیا جارہا تھا کہ عید کے موقع پر شکارپور میں تین ہندو ڈاکٹر قربان کر دیئے گئے۔ اس قتل کے بارے میں کئی باتیں کہی جارہی ہیں۔ کوئی مسلمان لڑکی اور ہندو لڑکے کے عشق کی بات کرتا ہے اور کہتا ہے کہ کسی ہندو کا مسلمان لڑکی سے عشق ہماری توہین تھا لہٰذا سبق سکھانے کے لئے تین ڈاکٹر قتل کر دیئے گئے۔ یاد رہے کہ تین مقتولین میں سے ایک زندہ تھا اور بچایا جاسکتا تھا لیکن سکھر کے ہسپتال میں اس لئے اس کا علاج نہیں ہوا کہ وہ غیرمسلم تھا۔

اس اندوہناک واقعے کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ چند ہندو ڈاکٹر ایک مسلمان رقاصہ کو مجرے کے لئے لائے تھے۔ چنانچہ اس علاقے میں رہنے والی برادری کو غیرت ایمانی جوش میں آگئی اور مجرا دیکھنے والوں میں سے تین قتل کر دیئے گئے۔ گویا مسلمان رقاصہ کا مجرا مسلمان دیکھیں تو غلط نہیں لیکن ہندو دیکھیں تو واجب القتل ہیں!

دنیا بھر میں اور خود پاکستان میں مختلف جرائم کا ارتکاب کرنے والوں کی کمی نہیں لیکن غریب اور مسلک کی بنیاد پر ہمارے یہاں جس تیزی سے تشدد میں اضافہ ہوا اس نے ہمیں دنیا کے اور خود اپنے سامنے شرمسار کر دیا ہے۔ ایک طرف وہ ہیں جو خودکش بمباروں کے ذریعے بے گناہ مسلمانوں کو قتل کر رہے ہیں۔ ہماری مسجدیں، امام باڑے، صوفیوں اور بزرگوں کے مزار اُن کے ہاتھ سے محفوظ نہیں۔ عورتوں کو وہ آہنی پنجروں میں بند کر کے رکھنا چاہتے ہیں۔ وہ ان کے گھر سے باہر نکلنے، محنت مزدوری کرنے اور تعلیم حاصل کرنے کو خلاف شرع خیال کرتے ہیں۔ اس لئے لڑکیوں کے سینکڑوں سکول بارود سے اڑا چکے ہیں۔ ان لوگوں کے اندر انتہاپسندی کا یہ زہر جنرل ضیاء الحق کی سرپرستی میں پھیلا۔ اچانک سماج میں ایک ایسا طبقہ نمودار ہوا جو اپنے مسلک کے سوا دوسرے مسلک سے تعلق رکھنے والے مسلمان کو بھی ’’کافر‘‘ اور ’’واجب القتل‘‘ سمجھنے لگا اور اس کا نتیجہ آج ہم سب کے سامنے ہے۔ ایک مکتبہ فکر پاکستان بننے کے فوراً بعد سے ہی تعلیمی اداروں سے نفرت کا زہر بہت سلیقے سے پھیلا رہا تھا۔ اسی مکتبہ فکر نے ذرائع ابلاغ میں اپنا اثر و رسوخ قائم کیا اور پاکستان کے روادار اور کثیر المشرب سماج کو تقسیم کرنے کا کام کیا۔‘‘

میں زاہدہ حنا کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے بہت حد تک اپنے اس کالم میں پاکستان کے حالات، مسلمانوں اور غیرمسلموں سے رویہ اور ناروا سلوک کا ذکر مختصر الفاظ میں کر دیا ہے...... اسلام ہمیں اختلاف عقیدہ کی بھی اجازت دیتا ہے .... اور مذہب آزادی بھی مہیا کرتا ہے........ اسلام ہر ایک کی جان .... عزت اور آبرو کی بھی ضمانت دیتا ہے لیکن حیرت اور افسوس ہے کہ اسلام کے نام پر ہی یہ سب زیادتیاں اور ظلم روا رکھے جارہے ہیں۔ کاش کوئی ان پر غور کرے۔ غور کرنا تو الگ رہا اگر کوئی غیرمسلم اس اسلامی مملکت کے ججوں کے پاس اپنا کیس لے کر جائے تو کیس درج ہی نہ ہوگا۔ اگر ہو بھی جائے تو انصاف نہیں ملے گا۔ خدا کے لئے اپنے حالات پر غور کرو........ ہر ایک کو اس کے عقیدہ کے مطابق مذہبی آزادی جو اسلام دیتا ہے دینی چاہئے۔

میں نے ایک اور ای میل پڑھی جسے میرے کئی دوستوں نے بھی بھجوائی جس میں لکھا تھا کہ کیا مسلمان پاکستان میں خوش ہیں؟ کیا مسلمان مصر میں خوش ہیں؟ کیا مسلمان فلسطین میں خوش ہیں؟ کیا مسلمان عراق، ایران اور دوسرے اسلامی ملکوں میں خوش ہیں؟ پھر وہ لکھتے ہیں کہ مسلمان یورپ کے ہر ملک میں خوش رہتے ہیں۔ امریکا کے ویزے مل جائیں تو سبھی بھاگ کر یہاں آجائیں گے........ کسی یورپین ملک میں جانے کے لئے وہ ہر وقت تڑپتے ہیں؟ آخر اس کا سبب کیا ہے؟

بات پوچھنے والی ہے........ ان ملکوں میں مذہبی آزادی ہے؟ ہر ایک آزادی کے ساتھ اپنی زندگی کے دن گزار سکتا ہے........ کاش مسلمان قرآن کریم کو بھی غور سے پڑھیں۔ جس میں یہ آزادیاں سب قوموں کو بلا تفریق دی گئی ہیں........ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ پہلی سے دسویں جماعت تک کے بچوں کو ان کے نصاب میں واقعی دوسرے مذاہب سے نفرت کا سبق سکھایا جاتا ہے۔ ہم سب کلمہ ’’لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ‘‘ خدا کے فضل سے پڑھتے ہیں۔ اس کا ترجمہ بھی کتب میں .... مساجد کی دیواروں پر........ اور شہروں کے گلی کوچوں کے دروازے پر غلط لکھا جاتا ہے .... اس کا صاف، سادہ اور آسان ترجمہ یہ ہے اور اس کے علاوہ جو ہے وہ غلط ہے صحیح ترجمہ یہ ہے:۔ ’’اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں........ اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔‘‘

خدا تعالیٰ ہمیں اس کلمہ کے ساتھ زندہ رکھے اور اسی کلمہ پر ہمارا انجام ہو۔ آمین

ڈیلی بلیٹن نے اپنی اشاعت 17؍ نومبر 2011ء میں صفحہ A10 پر خاکسار کا ایک خط شائع کیا ہے جس کا عنوان اخبار نے یہ دیا ہے:۔

”Efficient Charity“۔ ”کار آمد صدقہ و خیرات“

یہ خاکسار کا ایک خط ہے ہیومینٹی فرسٹ کے لئے لکھا گیا تا عوام الناس کو اس کی اہمیت سے آگاہی ہو نیز دوسری آرگنائزیشن سے بھی اس کا تقابلہ کیا کہ باقی تنظیمیں جو کچھ وہ حاصل کرتی ہیں اس کا بہت کم حصہ لوگوں کی فلاح و بہبود پر لگاتی ہیں باقی رقم اپنے ورکرز کی تنخواہوں پر صرف کرتی ہیں جب کہ ہیومینٹی فرسٹ کا معاملہ ایسا نہیں ہے۔ میں نے ایک شخص کا بہت غور سے یہ خط پڑھا جس کا عنوان ہے ”ریسرچ کریں اور پھر دیں (16؍ ستمبر)“ جس میں کہا گیا ہے کہ بہت سے فلاحی ادارے ہر ڈالر کے صرف 20 سینٹ فلاحی کاموں پر خرچ کرتے ہیں باقی فنڈز اکٹھا کرنے کے اخراجات کی ادائیگی کے لئے ان کے ورکرز کو تنخواہ کے طور پر دیا جاتا ہے۔

یہ اعداد و شمار بہت خوفناک ہیں خاص طور پر اس وقت جب ان فلاحی اداروں کے اعلیٰ سی ای اوز کی تنخواہوں کو ظاہر کیا جاتا ہے۔ لہٰذا میں فلاحی عطیات کے حصول میں دلچسپی رکھنے والے ڈیلی بلیٹن کے قارئین کو صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ایک ایسی فلاحی تنظیم موجود ہے جو ہر ڈالر کے 90 سینٹ فلاحی کاموں پر خرچ کرتی ہے اور اس رقم کو تباہ کاریوں اور انسانی امداد کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس تنظیم کو ہیومینٹی فرسٹ کہا جاتا ہے اور آپ https://humanityfirst.org/ پر آن لائن جاکر مزید معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ گروپ اوپر سے نیچے تک رضاکاروں کے ذریعے چلایا جاتا ہے اور ”زمین پر“ رضاکاروں کا یہ نیٹ ورک تقریباً 200 ممالک میں انتظامی اور رسد کے اخراجات کو کم سے کم کرنے میں مصروف عمل ہیں۔

اس طرح ہیومینٹی فرسٹ، ان فنڈز اور وسائل کو جتنا ممکن ہو سکے اتنا اچھے طریقے سے جہاں ان کی زیادہ سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے وہاں پہنچاتی ہے اور خرچ کرتی ہے۔ ہیومینٹی فرسٹ کی امریکہ میں مقامی آفات اور انسانی امداد کے لئے امریکی بنیاد پر ویب سائٹ (HumanityFirst.org.us) بھی موجود ہے۔ آپ امریکی سائٹ یا برطانیہ میں مقیم مرکزی HumanityFirts.org سائٹ پر آفات یا انسانی امداد کے لئے عطیات دے سکتے ہیں۔

تنظیم کی جاری انسانی خدمت کی کوششوں میں سے کچھ میں تو افریقی دیہات میں شمسی توانائی سے چلنے والے پمپوں کے ساتھ تازہ پانی کے کنویں فراہم کرنے کے منصوبے اور لاطینی امریکہ اور دیگر جگہوں پر آنکھوں کی سرجری کا مشن شامل ہیں۔ میں ہر اس شخص سے گزارش کرتا ہوں جو اس بات کو یقینی بنانا چاہتا ہے کہ وہ جتنا پیسہ خیرات یا عطیہ جات میں دے وہ چیک کرے کہ وہ اصل میں ان لوگوں تک پہنچتا بھی ہے جن کا مقصد Humanity First یعنی انسانیت پہلے ہے۔ پھر آپ یقین کر سکتے ہیں کہ آپ کی نیکی مزید وسعت اختیار کر رہی ہے۔

پاکستان ٹائمز نے اپنی اشاعت 24؍ نومبر تا 30؍ نومبر 2011ء میں صفحہ 3 پر خاکسار کا مضمون بعنوان ”اے قادر و توانا! آفات سے بچانا“ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے۔ نفس مضمون وہی ہے جو اوپر دوسرے اخبار کے حوالہ سے گزر چکا ہے۔

پاکستان ایکسپریس نے اپنی اشاعت 17 تا 25؍ نومبر 2011ء میں صفحہ 13 پر خاکسار کا مندرجہ بالا مضمون ”اے قادر و توانا آفات سے بچانا“ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا۔ نفس مضمون اوپر گزر چکا ہے۔

الانتشار العربی نے اپنی اشاعت 24؍ نومبر 2011ء میں صفحہ 20 پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ عید الاضحی حضور انور کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے۔ نفس مضمون وہی ہے جو اس سے قبل الاخبار کے حوالہ سے اوپر گذر چکا ہے۔

پاکستان ایکسپریس نے اپنی اشاعت 2؍ دسمبر 2011ء میں صفحہ 13 پر خاکسار کا مضمون بعنوان ”ہے شکر رب عزوجلّ خارج از بیاں“ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا۔ اس مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ: امریکہ میں بسنے والے مکین اور تمام وہ لوگ جو اس ملک میں دیگر ممالک سے آکر آباد ہوئے ہیں ہر سال نومبر کی آخری جمعرات کو Thanks Giving (یوم تشکر) مناتے ہیں یہ ان کا قومی تہوار ہے۔ ہر جگہ چھٹی ہوتی ہے لوگ دور دراز کا سفر اختیار کر کے اپنے ماں باپ، بیوی بچوں، عزیز و اقارت کے پاس آکر یہ دن گزارتے ہیں اور اس دن کے متعلقہ خوشیوں میں شامل و شریک ہوتے ہیں۔ اس دن اکٹھے ہو کر اور اس دن کو روایتی انداز منانے کے لئے ساری قوم میں ایک جوش و خروش پایا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ لوگ جو Homeless بے گھر ہوتے ہیں یا جو اپنے دن رات سڑکوں پر گزار لیتے ہیں ان سب کو بھی اس دن کھانا کھلائے جانے کا بندوبست کیا جاتا ہے۔

خاکسار نے ان سب باتوں کے لکھنے کے بعد مسلمان کو کس طرح جذبہ شکر ادا کرنا چاہیئے بھی لکھا ہے کہ ہر مسلمان کی زندگی کا ہر لحہ ہی جذبہ شکر سے لبریز ہونا چاہیئے۔ اگر انسان دن کے صرف ایک لحہ کو ہی سمجھ لے کہ خدا تعالیٰ نے کس قدر انعامات سے نوازا ہے مثلاً صحت دی ہے۔ چلنے پھرنے کی طاقت، دیکھنے کے لئے آنکھیں، کام کرنے کے لئے دو ہاتھ، کھانے کا ذائقہ، چکھنے کے لئے زبان، پھر بولنے کی طاقت، پھر ماں باپ، عزیز و اقارب، بہن بھائی، یار دوست خدا نے اور بہت کچھ دیا جن کو گنا بھی نہیں جاسکتا تو ان سب پر شکر واجب ہے! اس کے ساتھ ساتھ خدا تعالیٰ نے ہمیں مسلمان بنایا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے عظیم الشان نبی کی امت بنایا۔ قرآن جیسی نعمت دی اس زمانے کے امام کو پہچاننے کی توفیق ملی۔ الحمد للہ۔

ہم جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں تو آپ کی زندگی کا ہر لحہ شکر خداوندی میں گذرتا تھا۔ کچھ انبیاء کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ”عبد شکور“ کے لقب دیئے ہیں۔ مگر آپ کی شکر گزاری سب سے بڑھی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا ہے کہ مومن کی بھی عجیب بات ہے کہ جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ کی خاطر صبر کرتا ہے اور اگر اسے نعمت ملے تو شکر کرتا ہے۔

قرآن کریم نے بھی اس کی اس طرح ترغیب دی۔ سورۃ البقرہ آیت نمبر 153 میں ہے۔ ”مجھے یاد کرو میں بھی تمہیں یاد کروں گا میرا شکر ادا کرو اور ناشکرے مت بنو“۔ اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا ”تم اللہ کی عبادت کرو اور خدا کے شکر گزار بندے بن جاؤ“

عبادت اور تہجد میں آپؐ کا قیام بہت لمبا ہوتا، پاؤں متورم ہوجاتے۔ حضرت عائشہؓ کے پوچھنے پر فرمایا اَفَلَآ اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا۔ قرآن کریم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر تم خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرو گے تو وہ تم سے راضی ہوگا۔ اسی طرح اس ضمن میں ایک دعا بھی لکھی گئی ہے۔ جو قرآن مجید میں مذکور ہے کہ ”اے میرے رب مجھے اس بات کی توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر ادا کرسکوں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کی ہے“

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی دعا مانگا کرتے تھے اے میرے رب مجھے اپنا ذکر کرنے والا اور اپنا شکر کرنے والا بنا دے“۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے سے بہت راضی اور خوش ہوتا ہے جو ایک لقمہ بھی کھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و تعریف کرتا ہے۔ پانی پیتا ہے تو اس پر بھی اللہ کی حمد اور تعریف کرتا ہے۔ پھر کھانے کے بعد بھی شکر کے لئے دعا کرتے۔ رات کو بستر پر جاتے تو شکر کرتے اور اللہ کی تعریف کرتے۔

پس شکر گزاری تو مومن کا شیوہ ہے۔ بے شک یہ دن منائیں دوستوں کے ساتھ بیوی بچوں کے ساتھ، ماں باپ کے ساتھ لیکن خدا کو نہ بھول جائیں، نمازیں بروقت مساجد میں آکر ادا کریں۔ اپنی فیملی اور بچوں کے ساتھ آکر جب نماز ادا کریں گے تو اس کا مزا ہی کچھ اور ہوگا۔ جس طرح کھانے کی میز پر اگر سب بیٹھ کر کھانا کھائیں تو اس کی لذت اور ہوگی بہ نسبت کے اکیلے کھانے کے۔ اس طرح مسجد میں اپنے بچوں کو لے کر آئیں روحانی مائدہ کھائیں تو اس کی لذت اور ہوگی۔ ہمارا جذبہ شکر خدا کی عبادت سے ہونا چاہیئے۔

پاکستان ٹائمز نے اپنی اشاعت یکم دسمبر 2011ء میں صفحہ 3 پر خاکسار کا مندرجہ بالا مضمون ”ہے شکر رب عزوجلّ خارج از بیاں“ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا۔ نفس مضمون اوپر لکھا جاچکا ہے۔

انڈیا ویسٹ نے اپنی اشاعت 2؍ دسمبر 2011ء میں صفحہ B26 پر ایک رنگین تصویر کے ساتھ ہماری خبر شائع کی ہے۔ جس کا عنوان ہے ”اپ لینڈ میں بین المذاہب ناشتہ پر دعائیہ تقریب“۔ تصویر میں سامعین اور جماعت احمدیہ کا وفد بیٹھا نظر آرہا ہے۔ خبر کا نفس مضمون وہی ہے جو پہلے دیگر اخبارات کے حوالہ سے اوپر گزر چکا ہے۔

نیو یارک عوام نے اپنی اشاعت 2 تا 8؍ دسمبر 2011ء میں صفحہ 12 پر خاکسار کا مندرجہ بالا مضمون ”ہے شکر رب عزوجلّ خارج از بیاں“ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا۔ مضمون کا خلاصہ وہی ہے جو دیگر اخبارات کے حوالہ سے اوپر گزر چکا ہے۔

ہفت روزہ پاکستان ایکسپریس نے اپنی اشاعت 8؍ دسمبر 2011ء میں صفحہ 13 پر خاکسار کا ایک مضمون بعنوان ”جس نے میری سنت زندہ کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا“ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا۔ اس مضمون میں خاکسار نے لکھا کہ:۔

مولانا دوست محمد صاحب شاہد مرحوم نے ”ربانی واعظوں کو بیش قیمت نصائح“ کے عنوان سے تقریباً 13 احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا انتخاب کر کے 23؍ جنوری 2009ء کے الفضل میں شائع کرایا۔ یہ احادیث انہوں نے جامع الصغیر للسیوطی، احادیث زیر لفظ ”مَنْ“ سے لی ہیں۔ ہر حدیث ہی جوامع الکلم ہے ان میں سے چند احادیث کا تذکرہ کرتا ہوں۔

(1) ایک حدیث میں ارشاد ہے ”افضل عمل یہ ہے کہ انسان اپنے مومن بھائی کے دل کو سرور سے بھر دے، اس کا قرض ادا کرے، اس کی ضرورت کی تکمیل کرے، اسے غم سے نجات دے“۔

یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے افضل عمل قرار دیئے ہیں۔ مومن کی تکلیف کا خیال رکھنا اس کو خوشی اور راحت پہنچانا۔ اگر اس حدیث پر لوگ عمل پیرا ہوجائیں تو سوچیں کہ کتنے مسائل کا حل ہوجائے گا۔ اس وقت تو لوگ ایک دوسرے کی جان لینے کے درپے ہیں۔ دنگا فساد، قتل و غارت، لوٹ مار میں ماہر بن رہے ہیں۔ کجا یہ کہ دوسرے مسلمان بھائی کی تکلیف کا

احساس کریں اور اس کی تکلیف کو دور کریں۔

(2)دوسری حدیث یہ بیان کی گئی ہے۔ ''بہترین اسلام یہ ہے کہ بےتعلق اور بےمقصد باتوں سے قطعی طور پر اجتناب کیا جائے۔'' ہمارے معاشرہ میں غیرضروری باتوں کا تو حساب ہی نہیں ہے۔ پھر ساتھ ہی وقت کا ضیاع بھی ہوتا ہے۔ انسان جتنی زیادہ باتیں کرتا ہے اتنی ہی غیرمقصد اور غیرضروری باتیں ہوجاتی ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے اور اس پر مواخذہ ہوگا۔ پہلے تولو پھر بولو پر عمل ہونا چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ انسان کو اپنی زبان پر کنٹرول رکھنا چاہیئے اپنی زبان کو قابو میں رکھے گا تو جنت میں جائے گا۔

(3)ایک حدیث یہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔ ''جو شخص مومنوں کو سرعام تکلیف پہنچاتا ہے اس پر خدا کی لعنت واجب ہوجاتی ہے۔''

اس وقت وطن عزیز میں کیا ہو رہا ہے۔ سرعام تکلیف کا بازار گرم ہے۔

اس ضمن میں یہ حدیث بھی بیان کی جاتی ہے کہ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ایک مومن کی برسرعام تحقیر دیکھی اور اس کی کوئی مدد نہ کی تو رب ذوالجلال حشر کے روز تمام مخلوق کے سامنے اسے رُسوا کرے گا''

(4)ایک حدیث یہ ہے جس کا متن عنوان میں درج ہے۔ ''جس نے میری سنت زندہ کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا''۔

اس میں سنت سے کیا مراد ہے؟ ''سنت سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فعلی روش ہے جو اپنے اندر تواتر رکھتی ہے اور ابتداء سے قرآن شریف کے ساتھ ظاہر ہوئی اور ہمیشہ ساتھ ہی رہے گی۔قرآن شریف خدا کا قول ہے اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل۔''

(ریویو برمباحثہ بٹالوی، چکڑالوی صفحہ 203)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر فعل ہمارے لئے سنت اور واجب العمل ہے۔صحابہ کرامؓ تو اس بات کا خاص خیال رکھتے تھے کہ وہ اپنے اعمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ کے مطابق کریں۔

اب میں ان چند باتوں کا ذکر کرتا ہوں جو عام ہیں لیکن ان سے غفلت برتی جاتی ہے۔ اگر ان پر عمل کیا جائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ وہ جنت میں آپ کے ساتھ ہوگا۔ وہ کون سی بنیادی باتیں ہیں۔

اول:السلام علیکم کو رواج دو۔صحابہ تو بازاروں میں صرف السلام علیکم کہنے کے لئے نکل جاتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ''اے لوگو! سلام کو رواج دو۔ بھوکوں کو کھانا کھلاؤ اور اس وقت نماز پڑھو جب دوسرے لوگ سوئے ہوئے ہوں (نماز تہجد اور نماز فجر مراد ہے) تو تم سلامتی سے جنت میں داخل ہو جاؤ گے''۔ بعض لوگ جب دوسروں کو ملیں گے تو سلام کرلیں گے لیکن اپنے گھر میں داخل ہوں گے تو السلام علیک نہیں کہتے۔ قرآن کریم میں خاص طور پر اس امر کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''جب تم اپنے گھروں میں داخل ہوا کرو تو اپنے گھر والوں کو السلام علیکم کیا کرو یہ دعائے خیر خدا کی طرف بڑی ہی بابرکت اور پاکیزہ تعلیم ہے۔''

سلام تو ہر واقف کار اور ناواقف کار کو کرنا چاہیئے۔ بچوں کو خود آج کل السلام علیکم کہہ کر پہل کرتے ہوئے انہیں السلام علیکم سکھانے کی ضرورت ہے۔ اس سے وہ سنت پر عمل کرنا سیکھیں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سنت یہ تھی کہ گھروں میں، مساجد میں داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں اندر رکھتے۔ اسی طرح قمیص پہنتے ہوئے، جرابیں، جوتے پہنتے ہوئے بھی پہلے دایاں بازو یا دایاں پاؤں جوتے اور جراب میں ڈالتے تھے۔

پھر ایک سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہے کہ کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھوتے اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے اور کھانا کھاتے وقت بھی بسم اللہ وعلی برکۃ اللہ پڑھتے۔ آج کل تو بائیں ہاتھ سے کھانا پینا فیشن بن گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بچے کا ہاتھ پکڑ کر جو کھانے کی پلیٹ میں ہر طرف گھوم رہا تھا فرمایا: بچے اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔ دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔

آج کل ٹوپی کو بھی خیر باد کہا جارہا ہے۔ یعنی ننگے سر نماز پڑھنے کو رواج دیا جارہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ سنت ہے کہ آپ سر پر عمامہ، پگڑی باندھتے تھے اور سر ڈھانک کر نماز پڑھنی بھی سنت ہے۔

ہر کام دائیں طرف سے فرماتے تھے۔ یہ بھی ایک سنت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ ہر کام دائیں طرف سے کرو۔ خواہ سر میں کنگھی کرنا ہو یا جوتا پہننا ہو۔

ایک سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہے کہ آپ رات کو سونے سے قبل جب بستر پر فراش ہوتے تو دونوں ہاتھوں پر دعا کرنے کے بعد سورۃ الفاتحہ، آیت الکرسی اور آخری تینوں قل پڑھتے اور ہاتھوں پر پھونک مار کر سارے بدن پر مل لیتے تھے۔

ان چھوٹی چھوٹی باتوں کے بعد اب ایک بڑی بات کی طرف بھی توجہ دلاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز باجماعت ادا فرماتے تھے اور مسجد میں ادا فرماتے تھے۔ اس طرف بھی مسلمانوں کی توجہ بہت کم ہے۔ نماز کسی صورت میں معاف نہیں ہے۔ ایک نابینا صحابی کو جسے مسجد پہنچنے میں تکلیف بھی راستہ میں ہوتی تھی پھر بھی آپ نے اُسے فرمایا کہ مسجد آکر ہی نماز ادا کرو۔

اسلام کی پہلی دفاعی جنگ، جنگ بدر، نماز کے دفاع اور عبادت الٰہی کے دفاع ہی میں لڑی گئی تھی۔ آپ نے الحاح کے ساتھ یہ دعا فرمائی کہ ''اے اللہ یہ تیری عبادت کرنے والے اگر آج ہلاک ہوگئے تو پھر تیری عبادت نہ ہوگی۔''

خواتین کو بھی اس جنگ (جہاد) نماز کے جہاد میں شریک ہونا چاہیئے اور خلافت کے قیام اور استحکام کے لئے نماز کا قیام بہت ضروری ہے۔

دعا کا تحفہ

بُرا منظر دیکھ کر دعا

حضرت احمد قرشیؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بدشگونی کا ذکر ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ فال لینا اچھا ہے اور اگر تم میں سے کوئی ناپسندیدہ بات دیکھے تو یہ دعا کرے۔

اَللّٰھُمَّ لَا یَاۡتِیۡ بِالۡحَسَنَاتِ اِلَّاۤ اَنۡتَ وَلَا یَدۡفَعُ السَّیِّاٰتِ اِلَّاۤ اَنۡتَ وَلَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِكَ

(ابوداؤد کتاب الطب)

ترجمہ: اے اللہ! اچھی چیزوں کو تو ہی لے کر آتا ہے اور بری چیزوں کو تو ہی دور کرتا ہے اور سوائے تیرے کسی کو کوئی طاقت یا قوت حاصل نہیں۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 134-135)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

بقیہ: لیفٹیننٹ (ر) کرنل رفیق احمد بھٹی مرحوم ...... از صفحہ 11

بزرگ اٹھے اور انعام کے لئے تشریف لے گئے۔ مجھے پھر یہ احساس ہوا کہ یہ تو کھاریاں والے میجر رفیق بھٹی صاحب ہیں۔ قانون فطرت کے مطابق، گردش زمانہ کے نشیب وفراز نے ہمارے جوان چہروں پر اب بڑھاپے کی جھریوں نے اپنے نقش و نگار بنا رکھے تھے۔ تیس سال پرانے چہروں کو پہچاننا کاردارد ہوتا ہے۔ جب بھٹی صاحب انعام لینے کے بعد واپس تشریف لائے۔ تو میں نے انہیں مبارکباد پیش کی اور بتایا کہ میرا نام منورخورشید ہے۔ کسی زمانہ میں ہم کھاریاں میں اکھٹے رہتے تھے۔ اس پر بہت خوش ہوئے اور کافی دیر تک پرانی یادیں تازہ کرنے کا موقعہ مل گیا۔

تربیت اولاد

مکرم کرنل صاحب باقاعدگی کے ساتھ نماز جمعہ کے لئے مسجد احمدیہ کھاریاں میں تشریف لاتے۔ ان کی اہلیہ محترمہ اور بچگان عزیز فرید احمد اور مبارک احمد بھی ان کے ہمراہ ہوتے تھے۔ نماز کے بعد مجھے بچوں سے ضرور ملاتے۔ میں بھی کبھی کبھار کھاریاں کینٹ میں ان کے گھر جاتا، بہت پیار اور احترام سے پیش آتے۔ ان کے ہر قول وفعل سے جماعت کی محبت جھلکتی تھی۔ ان کی پاک تربیت کا نیک اثر آج بھی ان کی اولاد کے کردار سے مترشح ہوتا ہے۔

اس دور میں چند فوجی افسران، جن میں کرنل راجہ محمد اسلم صاحب، کرنل نذیر احمد صاحب اور میجر رفیق احمد صاحب کے بچوں کی خاکسار کھاریاں کینٹ میں باری باری ان کے گھروں میں کلاسز لیتا تھا جس میں ان کے والدین کا تعاون، کردار اور جذبہ قابل قدر تھا۔

قانون خداوندی سے کس کو مفر ہے۔ ان عظیم وجودوں میں سے کئی دوست تو اب اس جہان فانی کو چھوڑ کر اگلے جہاں سدھار چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اگلی منزلیں آسان فرمائے اور ابدی جنتوں کا وارث بنائے اور ان کی اولادوں کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق سے نوازے۔ آمین

نیک اولاد صدقہ جاریہ

مکرم ڈاکٹر فرید احمد صاحب کی تقرری بطور ڈاکٹر فرافینی گیمبیا میں ہوگئی۔ اس سے قبل ان کی والدہ محترمہ کا انتقال ہوچکا تھا۔ دوسرا بھائی بھی بیرون ملک جاچکا تھا۔ اب کرنل صاحب گھر پر بڑھاپے اور بیماری میں اکیلے ہوگئے۔ فرید صاحب نے حضور انور کی خدمت میں صورت حال بیان کی، جس پر ارشاد ملا کہ پاکستان جاکر اپنے والد صاحب کی دیکھ بھال کریں۔ اس پر فرید صاحب پاکستان چلے گئے۔ شب و روز بیمار باپ کی ہر قسم کی خدمت کی۔ یہاں تک کہ 9/ نومبر 2022ء کو مکرم کرنل رفیق بھٹی صاحب اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ ڈاکٹر فرید صاحب کو بھی اللہ تعالیٰ اپنے والد بزرگوار کی خدمت کے بدلہ میں جزائے خیر عطا فرمائے نیز دیگر بچگان مبارک احمد اور نثار احمد اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

عطیۃ الباری غنی۔ امریکہ

وصیت - ایک عظیم الشان روحانی نظام

الٰہی اشارات کے مطابق سید نا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی وفات سے قبل 1905ء میں نظام وصیت کی بنیاد رکھی جس کی روح یہ بیان فرمائی کہ مخلصین جماعت اس میں شامل ہو کر اپنے تقویٰ کے معیار کو بلند کریں۔ پنج وقت نماز کا التزام کریں اور تزکیہ نفس کے لئے بخوشی اپنے مال کا کم از کم 1/10 حصہ اشاعت اسلام، ہمدردی خلق اور غرباء پروری کے لئے پیش کریں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدد بار مومنین کی توجہ اپنی راہ میں خرچ کرنے کی طرف مبذول فرمائی ہے۔ لہٰذا قرآن مجید میں فرمایا ”وہ لوگ جو اپنے اموال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر اسکا احسان جتاتے ہوئے یا تکلیف دیتے ہوئے پیچھا نہیں کرتے ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور ان پر کوئی خوف نہیں ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔“ (البقرہ:263) مومنین یہ قربانی کبھی چھپ کر کرتے ہیں تو کبھی کھلے عام۔ اس کا مقصد محض اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہوتا ہے۔ ورنہ دوسروں کو دکھانے اور خوش کرنے کے لیے کی جانے والی مالی قربانیاں خدا کے نزدیک کبھی قابل قبول نہیں ہوسکتیں۔

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بار بار مالی قربانی کرنے کی تلقین فرمائی۔ اس کے نتیجے میں ایک مومن تقویٰ حاصل کرتا ہے اور معاشرہ بہت سی برائیوں سے نجات پاتا ہے۔ حدیث نبوی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے آدم کے بیٹے! تو اپنا خزانہ میرے پاس جمع کر کے مطمئن ہو جا، نہ آگ لگنے کا خطرہ، نہ پانی میں ڈوبنے کا اندیشہ اور نہ کسی چور کی چوری کا ڈر۔ میرے پاس رکھا گیا خزانہ میں پورا تجھے دوں گا اس دن جبکہ تو اس کا سب سے زیادہ محتاج ہوگا۔ (شعب الایمان کتاب الزکاۃ) یعنی یہ مال انسان کے پاس ہمیشہ رہنے والا نہیں لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا جائے تو اس کا ثواب دائمی ہوگا۔

افراد جماعت کی روحانی ترقی اور اسلامی اقدار کی بلندی کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے وصیت کی تحریک جاری فرمائی۔ عام طور پر دنیاوی قواعد جذبہ قومیت کو فروغ دیتے ہیں مگر امام الزمان نے وصیت کی شکل میں ایک عظیم الشان روحانی نظام پیش کیا جو نہ صرف غلبہ اسلام کا پیش خیمہ ہے بلکہ عالمگیر اخوت کو بڑھانے کی بھی ضمانت دیتا ہے۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”ایک جگہ مجھے دکھائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے اور ایک اور جگہ مجھے دکھائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا۔ ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں تب سے مجھے ہمیشہ یہ فکر رہی کہ جماعت کے لئے ایک قطعہ زمین قبرستان کی غرض سے خریدا جائے۔“

(الوصیت صفحہ 22)

ان الٰہی ارشادات کی روشنی میں حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنے ایک باغ کا حصہ اسی مقصد کے لئے وقف کر دیا۔ پھر فرمایا کہ ”اس قبرستان میں وہ مدفون ہوگا جو متقی اور سچا مسلمان ہو، شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو اور اپنی خوشی سے اپنے مال کے دسویں حصہ کی وصیت کر دے تا یہ رقم ترقی اسلام، اشاعت قرآن، یتیموں، بیواؤں اور مسکینوں پر خرچ کی جاسکے۔“ (الوصیت صفحہ 26) یعنی نظام وصیت میں شمولیت ایک احمدی کو نہ صرف متقی بنا کر جنت کا وارث بنا سکتی ہے بلکہ اس مالی قربانی سے غرباء اور مصیبت زدگان کی امداد کو بھی یقینی بنایا جاسکتا ہے۔ یہاں قابل توجہ یہ نہیں کہ کب اور کتنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کیا بلکہ اہمیت اس امر کی ہے کہ مامور من اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے دلوں میں پاک تبدیلی پیدا ہوئی یا نہیں۔

وصیت ایک ایسا آسمانی نظام ہے جو خود اللہ تعالیٰ کے اذن سے جاری ہوا۔ نیز بہشتی مقبرہ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود بارہا اسکے بابرکت ہونے کی دعائیں کی ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ ”پھر میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنا دے اور یہ جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کرلیا اور دنیا کی محبت چھوڑ دی اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرلی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھایا۔ آمین یا رب العالمین“

(الوصیت صفحہ 23)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق اسلام کا غلبہ امام مہدی و مسیح موعود کے ذریعہ سے ہوگا۔ اس مقصد کے حصول کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت سے مالی قربانی کا مطالبہ کیا۔ یہ مال خود بخود یا انسانی صلاحیت سے نہیں آتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے آتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ مالی قربانی کے بارے میں فرماتے ہیں ”اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے کیوں ڈرتے ہو؟ یہی وہ خرچ ہے جو آپ لوگوں کی آمدنی کا اور اللہ کی رحمتوں کے حصول کا ذریعہ ہے... یہ وہ بابرکت چشمہ ہے جس کا آغاز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا اور ہمیں اس چشمہ کو برقرار رکھنے کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ ہم جنہیں پوری دنیا کو اس چشمے کا پانی مہیا کرنے کا کام سونپا گیا ہے، ہمیں اپنی قربانیوں سے اس (چشمے) کو معمور رکھنا ہے۔“

(خطبہ جمعہ 23/ جولائی 1982ء)

وصیت کے قیام کا مقصد تبلیغ اسلام اور اشاعت علم القرآن کو فروغ دینا ہے۔ نیز یتیموں، غریبوں اور مسکینوں کی امداد کرنا ہے۔ درحقیقت اسلام ایک ایسا نظام قائم کرنا چاہتا ہے جہاں غریب انسان کسی دوسرے انسان کا محتاج نہ رہے اور سب انسانوں کی بنیادی ضروریات یکساں پوری ہوتی رہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”یہ وہ تعلیم ہے جو ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دی۔ عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جب دنیا چلّا چلّا کر کہے گی کہ ہمیں ایک نئے نظام کی ضرورت ہے۔ تب روس کہے گا آؤ! میں تم کو ایک نیا نظام دیتا ہوں۔ ہندوستان کہے گا آؤ! میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں جرمنی اور اٹلی کہے گا آؤ! میں تم کو ایک نیا نظام دیتا ہوں۔ امریکہ کہے گا آؤ! میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں۔ اس وقت میرا قائم مقام قادیان سے کہے گا کہ نیا نظام ”الوصیت“ میں موجود ہے۔ اگر دنیا فلاح و بہبود کے رستہ پر چلنا چاہتی ہے تو اس کا ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ کہ ”الوصیت“ کے پیش کردہ نظام کو دنیا میں جاری کیا جائے۔“

(نظام نو صفحہ 107)

الوصیت ایک ایسا بابرکت نظام ہے جس سے دشمنان احمدیت بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ اس بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ”میں اس موقع پر ایک دشمن کی تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جس دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وصیت لکھی اور اس کا مسودہ باہر بھیجا تو خواجہ کمال الدین صاحب اس کو پڑھنے لگ گئے۔ جب وہ پڑھتے پڑھتے اس مقام پر پہنچے تو وہ بے خود ہو گئے ان کی نگاہ نے اس کے حسن کو ایک حد تک سمجھا۔ وہ پڑھتے جاتے اور اپنی رانوں پر ہاتھ مار مار کر کہتے جاتے کہ ”واہ اوئے مرزیا احمدیت دیاں جڑاں لا دتیاں نیں“ یعنی واہ واہ مرزا! تو نے تو احمدیت کی جڑوں کو مضبوط کر دیا ہے۔ خواجہ صاحب کی نظر نے بے شک اس کے حسن کو ایک حد تک سمجھا مگر پورا پھر بھی نہیں سمجھا۔ درحقیقت اگر وصیت کو غور سے پڑھا جائے تو یہ کہنا پڑتا ہے۔ واہ او مرزا! تو نے اسلام کی جڑیں مضبوط کر دیں، واہ او مرزا! تو نے انسانیت کی جڑیں ہمیشہ کے لیے مضبوط کر دیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ“

(نظام نو صفحہ 118)

ایمان کو بڑھانے اور عمل صالح کا بہترین طریق نظام وصیت میں شمولیت ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے 1932ء میں خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا ”وہ لوگ جن کے دل میں ایمان اور اخلاص تو ہے مگر وصیت کے بارے میں سستی دکھلاتے ہیں میں انہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ وصیت کی طرف جلدی بڑھیں۔ ان ہی سستیوں کی وجہ سے دیکھا جاتا ہے کہ بعض بڑے بڑے مخلص فوت ہو جاتے ہیں۔ ان کو آج کل کرتے کرتے موت آ جاتی ہے۔ پھر دل کڑھتا ہے اور حسرت پیدا ہوتی ہے کہ کاش! یہ بھی مخلصین کے ساتھ دفن کیے جاتے مگر دفن نہیں کیے جا سکتے...... پس جس قدر ہو سکے دوستوں کو چاہیے کہ وہ وصیت کریں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ وصیت کرنے سے ایمانی ترقی ضرور ہوتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس زمین میں متقی کو دفن کرے گا تو جو شخص وصیت کرتا ہے اسے متقی بھی بنا دیتا ہے۔“

(الفضل یکم ستمبر 1932ء)

مومن کے ایمان کی آزمائش یہ ہے کہ وہ اس بابرکت نظام میں شامل ہو کر یہ ثابت کرے کہ وہ دین کے لئے اپنی زندگی وقف رکھتا ہے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ للہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ برطانیہ 2004ء کے اختتامی اجلاس میں فرمایا ”بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہماری نیکی کے معیار وہاں تک نہیں پہنچے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس معیار کی شرائط کو پورا کرسکیں تو وہ سن لیں کہ یہ نظام ایک ایسا انقلابی نظام ہے کہ اگر نیک نیتی سے اس میں شامل ہوا جائے اور شامل ہونے کے بعد اپنے اندر بہتری کی کوشش بھی کی جائے تو اس نظام کی برکت سے روحانی تبدیلی جو کئی سالوں کی مسافت ہے وہ دنوں میں اور دنوں کی گھنٹوں میں طے ہو جائے گی۔“

(جلسہ سالانہ برطانیہ 2004ء)

نظام وصیت میں بلا توقف شامل ہونا چاہئے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ للہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کئی بار اس خواہش

بقیہ صفحہ 14 پر

ڈاکٹر مبارز احمد ربانی۔ لندن

حضرت ملک عطاء اللہؓ کا ایک نایاب تبلیغی خط

تبلیغ دین یعنی لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے کا کام اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ہستیوں یعنی انبیاء کرام اور مرسلین کے ذریعے لیتا ہے۔ انبیاء کے بعد خلفاء کرام، صحابہؓ اور مخلصین داعین کو مقرر کرتا ہے جو ان کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اس کام کو آگے بڑھاتے ہیں۔ تبلیغ کی اہمیت کو واضح کرنے کے لئے صحیح مسلم کی ایک حدیث مبارکہ پیش خدمت ہے: حضرت سہل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا: خدا کی قسم! تیرے ذریعے ایک آدمی کا ہدایت پا جانا اعلیٰ درجے کے سرخ اونٹوں کے مل جانے سے زیادہ بہتر ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الفضائل)

ناصرف آنحضرت ﷺ کے صحابہؓ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہؓ نے بھی اس بات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے تبلیغ کے فریضہ کو جاری رکھا۔ ہدایت اور نور کی شمع روشن کرنے کی خاطر ان لوگوں نے اس راستے میں ہر طرح کی قربانیاں پیش کرنے سے گریز نہیں کیا۔ ان خوش قسمت داعیان میں سے ایک خوش قسمت داعی الی اللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت ملک عطاء اللہؓ صاحب آف گجرات شہر بھی تھے جنھوں نے 1901ء میں تقریباً 18 سال کی عمر میں احمدیت قبول کی اور اس راہ میں اپنی تعلیم، مال و دولت اور رشتوں کی قربانی دی مگر اس ہدایت پر نا صرف خود قائم رہے بلکہ اس روشنی کو پھیلانے کی ہر ممکن کوشش کرتے رہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاکسار کے پڑدادا جان تھے۔ آپؓ کی زندگی کے بارے میں کچھ معلومات پہلے سے جماعت کے لٹریچر میں محفوظ ہیں۔

(روزنامہ الفضل 1 اور 5/ فروری 1958ء۔ روزنامہ الفضل آن لائن 21/ جنوری 2021ء۔ روزنامہ الفضل آن لائن 24/ جون 2021ء اور تاریخ احمدیت جلد 18)

آپؓ کی پیدائش 1882ء میں جبکہ وفات 1957ء میں ہوئی۔ آپؓ ایک دعا گو، ایمان دار، علم دوست، لائق، بہادر اور جوشیلے داعی الی اللہ تھے۔ آپؓ کو جماعت احمدیہ گجرات میں مختلف شعبہ جات میں خدمات بجالانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس کے علاوہ آپؓ نائب و قائمقام امیر جماعت احمدیہ ضلع گجرات بھی مقرر ہوئے۔ آپؓ میدان تبلیغ میں سرگرم رہتے تھے اور جہاں موقع ملتا لوگوں کو بڑے جوش اور واضح دلائل کے ساتھ احمدیت کی تبلیغ کرتے۔ اس سلسلے میں آپؓ کا ایک ایمان افروز، نایاب اور غیر مطبوعہ خط پیش خدمت ہے جسے آپؓ نے اپنے ایک عزیز کو تبلیغ کی غرض سے تحریر کیا۔ اس خط کو دیکھنے اور پڑھنے سے آپؓ کے طرز تحریر، خوش خطی اور طرز بیان کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ یہ خط اس وقت لکھا گیا جب پنجاب میں 1953ء میں جماعت احمدیہ کے خلاف فسادات کا طوفان سامنے کھڑا تھا لیکن اس کے باوجود آپؓ بلاخوف وخطر تبلیغ کا فرض ادا کرنے میں مشغول رہے۔ اصل خط کے ساتھ قارئین کی خدمت میں آسانی کے لئے یہ خط دوبارہ تحریر کیا گیا ہے۔ خاکسار کے پاس یہ خط خدا تعالیٰ کے فضل سے محفوظ ہے۔ الحمدللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

عزیزم انور۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت ملا۔ کاشف حال ہوا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' آپ نے پڑھ لی ہوگی۔ آپ پر یہ امر واضح ہو گیا ہوگا کہ جس شخص کو لوگ اسلام کے مقابلہ میں نئے دین کا بانی کہتے ہیں وہ جلسہ اعظم مذاہب میں اسلام کی خوبیاں بیان کرتا ہے اور ایسے رنگ میں کرتا ہے کہ سب ادیان پر اسلام کا غلبہ ثابت کرتا ہے اور دوسرے مذاہب والے اس کے مقابلے میں عاجز آجاتے ہیں۔ عزیزمن۔ غور کا مقام ہے کہ جس شخص کا دین اسلام کے سوا کوئی اور دین ہے وہ ایسے موقع پر کیوں اپنے دین کی خوبیاں بیان نہیں کرتا۔ بلکہ کرتا ہے تو اسلام کی خوبیاں۔ عزیزمن۔ یہ سب دشمنوں کا افترا ہے اور جھوٹ ہے۔ چنانچہ حضرت صاحبؑ فرماتے ہیں:

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمد ﷺ سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغِ محمد ﷺ سے ہے کھایا ہم نے
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے
اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے
تھک گئے ہم تو انہی باتوں کو کہتے کہتے
ہر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ہم نے
آزمائش کیلئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے
جل رہے ہیں یہ سبھی بغضوں میں اور کینوں میں
باز آتے نہیں ہر چند ہٹایا ہم نے
آؤ لوگو! کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے !!
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے
آج ان نوروں کا اک زور ہے اس عاجز میں
دل کو ان نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے
جب سے یہ نور ملا نورِ پیمبر سے
ہمیں ذات سے حق کی وجود اپنا ملایا ہم نے
مصطفےٰ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے
ربط ہے جانِ محمد ﷺ سے میری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

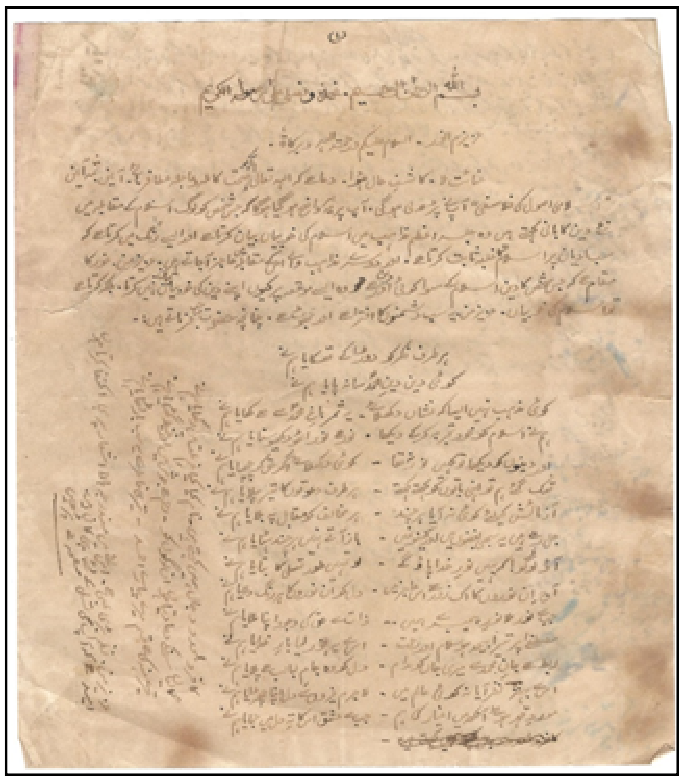

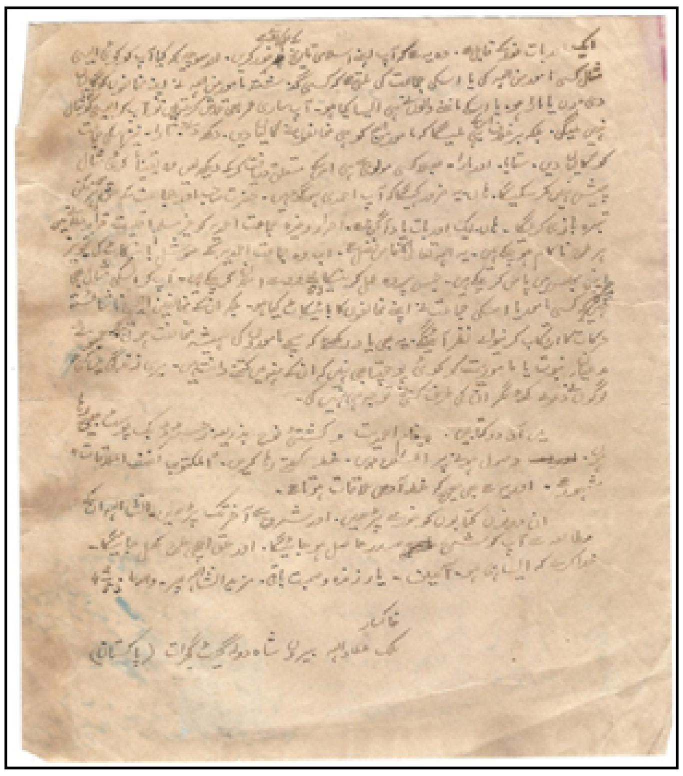

اس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں
لا جرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے
موردِ قہر ہوئے آنکھ میں اغیار کے
ہم جب سے عشق اس کا تہ دل میں بٹھایا ہم نے
کافر و ملحد و دجال ہمیں کہتے ہیں!
نام کیا کیا غمِ ملت میں رکھایا ہم نے
گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے
تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمد ﷺ
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے

عزیزمن۔ نظم بڑی لمبی ہے۔ اس لئے میں مندرجہ بالا اشعار پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ کی تسلی کے لئے یہی کافی ہے۔ صفحہ 2 پڑھیں۔ ایک اور بات غور کے قابل ہے۔ وہ یہ ہے کہ آپ اپنے اسلامی تاریخ کے علم کی رو سے غور کریں اور سوچیں کہ کیا آپ کو کوئی ایسی مثال کسی مامور من اللہ کی یا اس کی جماعت کی ملتی ہے کہ کسی گذشتہ مامور من اللہ نے اپنے مخالفوں کو گالیاں دی ہوں یا مارا ہو یا اسکے ماننے والوں نے ہی ایسا کیا ہو۔ آپ ساری عمر بھی تلاش کرتے رہیں تو آپ کو ایسی کوئی مثال نہیں ملے گی۔ بلکہ برخلاف اس کے یہی ملے گا کہ مامور من اللہ کو ہی مخالفوں نے گالیاں دیں، دکھ دیئے، مارا۔

بقیہ صفحہ 12 پر

منور احمد خورشید۔ مبلغ سلسلہ انگلستان

لیفٹیننٹ (ر) کرنل رفیق احمد بھٹی مرحوم

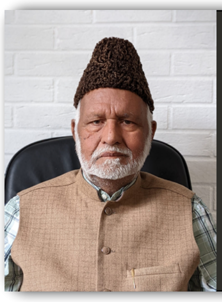

انسان کی زندگی ایک سفر مسلسل ہے۔یہ سفر مستقر ہو یا مستودع ہو، ہر مقام پر بعض ایسے لوگ ملتے ہیں، کچھ ناقابل فراموش واقعات جنم لیتے ہیں یا کچھ ایسی یادیں رہ جاتی ہیں جو مرور زمانہ کے ساتھ بظاہر آنکھ اوجھل پہاڑ اوجھل کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ وہ راکھ میں دبی ہوئی چنگاری کی طرح ہوتی ہیں اور کسی بھی وقت مناسب ہوا اور ماحول ملنے پر چنگاری سے شعلہ بن جاتی ہیں۔

خاکسار کو 1976ء سے 1982ء تک کھاریاں میں بطور مربی سلسلہ خدمت کی توفیق ملی۔اللہ کے فضل سے کھاریاں اور اس کے مضافات کی سب جماعتیں بہت ہی مخلص تھیں اور ہیں اور ان شاءاللہ رہیں گی۔

آج میں ایک بہت ہی مخلص اور یک فدائی احمدی فوجی افسر کا ذکر خیر کرنا چاہتا ہوں۔جن کے ساتھ قیام کھاریاں کے دوران ایک محبت بھرا یادگار تعلق رہا۔

یہ دوست مکرم رفیق احمد بھٹی صاحب ہیں۔ان کی کھاریاں میں ٹرانسفر 1979ء میں ہوئی۔ان کی کھاریاں آمد سے قبل ایک احمدی فوجی افسر نے مجھے بتایا کہ ایک میجر صاحب کی تقرری کھاریاں میں ہو رہی ہے اور وہ بفضل اللہ ایک بہت ہی فعال اور مخلص احمدی ہیں۔

جب موصوف میجر صاحب کھاریاں تشریف لائے۔نماز جمعہ پر ان سے ملاقات ہوئی۔واقعی ہی وہ ایک مثالی احمدی تھے۔کوئی بھی کام ہو ہر کار خیر میں ہمیشہ ہی پیش پیش رہنے والے وجود تھے۔

کھاریاں کینٹ کے چند مخلص رفقاء کا ذکر خیر

ان ایام میں کھاریاں کینٹ میں کافی احمدی دوست آرمی یا دیگر شعبوں میں رہ کر وطن عزیز کی خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔سب کا ذکر تو ناممکن ہے۔چند ایک نمایاں احباب کے اسماء کا ذکر کر دیتا ہوں۔

- کرنل نذیر احمد صاحب۔اسٹیشن کمانڈر کھاریاں
- کرنل راجہ محمد اسلم صاحب
- میجر رفیق احمد بھٹی صاحب۔۔بعد ازاں بطور لیفٹیننٹ کرنل خدمت کی توفیق پائی۔
- ڈاکٹر میجر کرشن احمد صاحب۔سی ایم ایچ
- کرنل افضال احمد بھٹی صاحب۔ریٹائرڈ
- میجر چوہدری مبشر احمد صاحب
- مکرم صوبیدار میجر رفیق احمد صاحب
- مکرم ادریس احمد صاحب بنک مینیجر
- مکرم یعقوب امجد صاحب۔ٹیچر
- سید عبد الکریم طاہر صاحب۔ٹیچر
- ماسٹر عطا محمد صاحب۔ٹیچر

اللہ کے فضل سے سب افسران بہت ہی مخلص تھے۔ ہر گُلے را رنگ و بُوئے دِیگر است

ریٹائرڈ لیفٹیننٹ رفیق احمد بھٹی صاحب

مکرم رفیق صاحب کے والد محترم کا اسم گرامی مکرم ڈاکٹر میجر شاہ نواز خان بھٹی صاحب ہے۔جنہیں جماعت احمدیہ کے پہلے بیرون پاکستان ڈاکٹر کے طور پر بو،سیرالیون میں خدمت دین کی سعادت ملی۔

جہاں بھی گئے داستاں چھوڑ آئے

مکرم کرنل صاحب ملازمت کے سلسلہ میں جہاں کہیں بھی گئے۔آپ نے نہایت ایمانداری اور جانفشانی سے خدمت کی۔آپ کا اپنے افسران بالا اور ماتحتوں کے ساتھ رویہ بہت ہی متوازن اور قابل تحسین تھا۔ان کے ساتھ کام کرنے والے باوجود ان کے احمدی ہونے کے سبھی ان کا احترام کرتے تھے۔دوران ملازمت انہیں مختلف مقامات پر رہنے کا موقع ملا۔جہاں بھی ان کی ٹرانسفر ہوتی وہاں پر ہر نوع کی خدمت میں ہمیشہ ہی پیش پیش رہتے۔ نظام جماعت،مسجد اور مربیان سے ان کا رشتہ اور تعلق مثالی ہوتا تھا۔ان کی طبیعت میں بہت زیادہ انکساری پائی جاتی تھی۔میں نے دیکھا کہ عام فوجی جوانوں کا بھی بہت احترام کرتے اور ان کے ساتھ بہت شفقت سے پیش آتے۔

ملازمت سے ریٹائر ہونے کے بعد راولپنڈی میں رہائش اختیار کر لی۔پھر خدمت دین کا سلسلہ جاری وساری رہا۔یہاں بھی صدر جماعت سبزہ زار کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔

ڈاکٹر فرید احمد صاحب

مغربی افریقہ میں واقع گیمبیا نامی ملک کے قصبہ فرافینی میں جماعت احمدیہ کا کلینک ہے۔جو اس پسماندہ علاقہ میں بنی نوع انسان کی خدمت میں شب وروز مصروف عمل ہے جس میں مختلف ڈاکٹر صاحبان کو خدمت خلق کی سعادت مل رہی ہے۔اتفاق سے خاکسار نے بھی اپنی ڈیوٹی کے سلسلہ میں اس مقام پر تقریباً سات سال گزارے ہیں۔جس کی وجہ سے اس قصبہ کے ساتھ مجھے بڑی انسیت ہے۔ اس لئے وہاں دوستوں سے ہمیشہ ہی رابطہ رہتا ہے۔

چند سال قبل ایک نوجوان ڈاکٹر مکرم فرید احمد صاحب کی اس کلینک میں تقرری ہوئی۔ایک روز انہوں نے کسی کام کے سلسلہ میں مجھے فون کیا۔تعارف میں انہوں نے بتایا کہ میرا نام فرید احمد ہے اور میرے والد صاحب کا نام کرنل رفیق احمد بھٹی صاحب ہے اور میرا تعلق راولپنڈی سے ہے۔مجھے احساس ہوا کہ یہ تو کھاریاں والے میجر رفیق صاحب کے بیٹے ہیں۔میرا خیال درست نکلا۔ڈاکٹر فرید صاحب ان کے ہی صاحبزادے تھے۔کھاریاں میں قیام کے دنوں یہ پرائمری سکول کے طالب علم تھے۔اس حسن اتفاق سے،ازسرنو مکرم کرنل رفیق صاحب کے ساتھ رشتہ اخوت ومحبت تازہ ہو گیا۔پھر گاہے بگاہے ان کا ذکر خیر چلتا رہا۔

ایک مثالی باپردہ خاتون

مکرم رفیق صاحب کی اہلیہ محترمہ ڈاکٹر طیبہ رفیق تھیں جن کو ہم نے ہمیشہ ہی باپردہ دیکھا ہے۔بسا اوقات فوجی افسران کی بیویاں اپنے ماحول کی وجہ سے پردہ میں سستی کر جاتی ہیں۔لیکن ڈاکٹر صاحبہ ان سب کے لئے ایک خوبصورت مثال تھیں۔

ڈاکٹر صاحبہ تو ایک فرشتہ ہیں

کھاریاں کے محلہ احمدیہ میں ایک دوست مکرم چوہدری رشید احمد صاحب برادر اصغر چوہدری شریف احمد صاحب ایس۔ڈی۔او کے گھر کے باہر ایک تھڑا سا بنا ہوا تھا۔جہاں سورج کی روشنی بہت آتی تھی۔محلہ کے باقی گھروں میں ان کے محل وقوع کی وجہ سے یہ دھوپ والی نعمت میسر نہ تھی۔چند بزرگ ماہ دسمبر کی سردی میں اکثر وہاں کھڑے ہو کر تمازت آفتاب سے استفادہ کرتے اور گپ شپ سے اپنے دل بھی بہلاتے رہتے تھے۔

ایک روز میں بھی ان کے ساتھ ہی کھڑا تھا۔میں نے دیکھا ایک احمدی خاتون جن کا تعلق میرے گاؤں سے تھا اور ان کی شادی کھاریاں میں ہوئی تھی۔وہ ننگے پاؤں بھاگتی ہوئی میرے پاس آئیں اور روتے ہوئے کہنے لگیں۔مربی صاحب میرے بیٹے کو بچالیں۔وہ بہت سخت بیمار ہے۔میں نے اسی وقت وہیں سے ایک ٹانگہ کرائے پر لیا اور ان کے گھر پہنچ کر ان کے بیٹے کو ساتھ لیا اور کھاریاں کینٹ کا رخ کیا۔ادھر محترمہ طیبہ رفیق اہلیہ کرنل رفیق صاحب کا کلینک تھا۔اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔انہوں نے اولین فرصت میں بچے کو دیکھا۔فوری طبی امداد پہنچائی۔ڈاکٹر صاحبہ کی بروقت کوشش اور ضروری مناسب علاج سے بچے کو معجزانہ شفا ہوگئی۔جب ان سے پیسوں کے بارے میں بات کی تو کہنے لگیں۔بس دعا کر دیں۔یہی میرے لئے کافی ہے۔ بچے کے چہرے پر حیات نو کے آثار دیکھ کر اس کی والدہ کے چہرے پر رواں خوشی اور شکرانہ کے آنسو آج بھی مجھے یاد ہیں جو بار بار کہہ رہی تھیں کہ ڈاکٹر صاحبہ تو ایک فرشتہ ہیں۔

ڈاکٹر صاحبہ اپنے بچوں کی نظر میں

ڈاکٹر فرید احمد صاحب کو جماعتی اور ذاتی تاریخ سے کافی لگاؤ ہے۔اس لئے کسی نہ کسی موضوع پر ان کا قلم صفحہ قرطاس پر موتی بکھیر تا رہتا ہے۔کچھ عرصہ قبل انہوں نے مجھے اپنی والدہ محترمہ کے نام پر تیار کردہ ایک ویب سائٹ بھجی۔

اس ویب سائٹ پر جانے پر علم ہوا کہ محترمہ ڈاکٹر طیبہ رفیق کس قدر عظیم خاتون تھیں۔ان کی میدان صحت میں خدمات، خدمت خلق اور جماعتی بزرگان سے خط وکتابت اور علمی ذوق وشوق اور تربیت اولاد کی کوشش اور اپنے شوہر نامدار کے ساتھ سفر وحضر اور نشیب وفراز کی ساتھی سب کچھ ہی اپنی ذات میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔

ان کی رحلت پر ان کے اہل خانہ کے علاوہ بہت ساری دیگر شخصیات کے تأثرات پڑھنے کے بعد میری نگاہ و نظر میں ان کا قد اور بڑھ گیا۔

بوڑھا جوان

سال 2012ء میں انصار اللہ کی سالانہ سپورٹس کے مقابلہ جات منعقد ہوئے تھے۔اتفاق سے میں بھی ان دنوں ربوہ گیا ہوا تھا۔محمود ہال میں تقسیم انعامات کی تقریب جاری تھی۔میرے ساتھ والی کرسی پر ایک بزرگ تشریف فرما تھے۔سٹیج پر اعلان ہوا۔اگلا انعام راولپنڈی جماعت سے مکرم کرنل رفیق احمد بھٹی صاحب کا ہے۔وہ اسٹیج پر تشریف لاکر اپنا انعام وصول کر لیں۔اس پر میرے ساتھ والی سیٹ پر تشریف فرما

بقیہ صفحہ 8 پر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"I shall cause thy message to reach the corners of the earth"

Revelation received by the Promised Messiah (peace be upon him)

Muslim Television Ahmadiyya International

24.01.2023
MTA/MD/04793

مکرم و محترم مدیر صاحب روزنامہ الفضل

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے مینیجمنٹ بورڈ نے Resolution پاس کیا ہے جس کے مطابق سال 2023ء کے لئے ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے مینیجمنٹ بورڈ کی فہرست اس خط کے ساتھ روزنامہ الفضل میں شائع کرنے کی غرض سے ارسال ہے۔

براہ کرم اس فہرست کو روزنامہ الفضل میں شائع کرنے کی مناسب کارروائی فرما کر ممنون فرمائیں۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

درخواست دعا کے ساتھ

والسلام

خاکسار

(مینیجنگ ڈائریکٹر، MTA انٹرنیشنل)

16 Gressenhall Road, London, UK, SW18 5QL | TEL: +44 (0)20 8870 0922 | FAX: +44 (0)20 8870 0684 | EMAIL: info@mta.tv | WEB: www.mta.tv
A division of Al-Shirkatul Islamiyyah, a company limited by guarantee registered in England | Reg. No: 02051424 | Charity No: 295197

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"I shall cause thy message to reach the corners of the earth"

Revelation received by the Promised Messiah (peace be upon him)

Muslim Television Ahmadiyya International

MTA INTERNATIONAL MANAGEMENT BOARD FOR 2023

Managing Director	Munir-Ud-Din Shams
Deputy Managing Director	Mirza Mahmood Ahmad
Director Finance	Mirza Mahmood Ahmad
Director Human Resources	Mubarak Ahmad Zafar
Director Transmission	Syed Aqeel Shahid
Director IT	Adil Mansoor Ahmad
Director Legal Affairs	Shajar Ahmad Farooqi
Director Satellites	Munir Odeh
Director Production	Munir Odeh
Director MTA3 Al-Arabiyyah	Ataul Momin Zahid
Director News	Abid Waheed Khan
Director Library	Ashfaq Ahmad Malik
Director Programmes	Asif Mahmood Basit
Director Scheduling	Zaheer Ahmad Khan
Director MTA Online	Adam Walker
Director Translations	Aamir Safeer
Director for Americas & Masroor Teleport USA	Ch Munir Ahmad
Director MTA Africa	Umar Safir
Board Member	Nadeem Karamat
Board Member	Jonathan Butterworth
Board Member	Mirza Nasir Inam
Board Member	Iftikhar Ahmad Ayyaz
Board Secretary	Muzammil Ahmad Dogar

بقیہ: حضرت ملک عطاء اللہؓ کا ایک خط...... از صفحہ 10

نیز اس کی جماعت کو گالیاں دیں، ستایا اور مارا۔ بھلا کسی مولوی سے ہی اس کے متعلق دریافت کر کے دیکھ لیں وہ یقیناً کوئی مثال پیش نہیں کر سکے گا۔ ہاں یہ ضرور کہے گا کہ آپ احمدی ہو گئے ہیں۔حضرت صاحب اور جماعت کے حق میں ہر ممکن تبرہ بازی کرے گا۔ ہاں ایک اور بات یاد آ گئی ہے۔ احرار وغیرہ جماعت احمدیہ کو غیرمسلم اقلیت قرار دلانے میں ہرطرح ناکام ہو چکے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے۔ اب وہ جماعت احمدیہ کے سوشل بائیکاٹ کی تجویز اپنی مجلس میں پاس کر چکے ہیں۔جس پر وہ عمل کرنے کا 22/2/1953 سے اعلان کر چکے ہیں۔ آپ کو اس کی مثال بھی نہیں ملے گی کہ کسی مامور یا اس کی جماعت نے اپنے مخالفوں کا بائیکاٹ کیا ہو۔ بلکہ ان کے مخالفین ایسی ناشائستہ حرکات کا ارتکاب کرنے والے نظر آئینگے۔ یہ بھی یاد رکھئے کہ سچے ماموروں کی ہمیشہ مخالفت ہوتی ہے۔ جھوٹے مدعیان نبوت یا ماموریت کو کوئی پوچھتا بھی نہیں کہ ان کے منہ میں کتنے دانت ہیں۔میری زندگی میں کئی لوگوں نے دعوے کئے مگر ان کی طرف کسی نے توجہ ہی نہیں کی۔

میں آج دو کتابیں پیغام احمدیت و کشتی نوح بذریعہ رجسٹرڈ بک پوسٹ بھیج رہا ہوں۔ وصول ہونے پر اطلاع دیں۔ خط لکھتے رہا کریں۔ ’’المکتوب نصف الملاقات‘‘ مشہور ہے اور یہ ہے بھی صحیح کہ خط آدھی ملاقات ہوتا ہے۔ ان دونوں کتابوں کو غور سے پڑھیں اور شروع سے آخر تک پڑھیں۔ ان شاءاللہ ان کے مطالعہ سے آپ کو شرح صدر ہو جائیگا اور حق اچھی طرح کھل جائیگا۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین۔ یار زندہ و صحبت باقی۔ مزید ان شاءاللہ پھر۔ والدعا۔ 4/2/1953

خاکسار

ملک عطاءاللہ بیروں شاہ دولہ گیٹ گجرات (پاکستان)

آخر میں حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک ارشاد تبلیغ کے متعلق پیش خدمت ہے: پس یہ کام خدا تعالیٰ کے ہیں، جب چاہتا ہے کہ سعید فطرت لوگوں کو حق پہچاننے کی توفیق ملے تو ایسی ہوا چلاتا ہے کہ دل خود مائل ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ دلوں کو مائل کرنا خدا تعالیٰ کا کام ہے اور تبلیغ کرنا انبیاء کے ساتھ الٰہی جماعتوں کے افراد کا کام ہے۔ پس ہمارا کام یہ ہے کہ اپنے ملک کے حالات کے مطابق یہاں تبلیغ کے نئے نئے راستے تلاش کریں۔

(خطبہ جمعہ 9؍اپریل 2010ء)

ہمارے بزرگ تو اپنے حصے کی شمع روشن کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں، اب ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس روشنی کو مزید آگے پھیلائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی تبلیغ کے فرض کو احسن رنگ میں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

کام مشکل ہے بہت منزل مقصود ہے دور
اے میرے اہل وفا سست کبھی گام نہ ہو
ہم تو جس طرح بنے کام کیے جاتے ہیں
آپ کے وقت میں یہ سلسلہ بد نام نہ ہو

درخواست دعا

اخبار روزنامہ الفضل لندن آن لائن کو مختلف جہات سے قارئین کی طرف سے دُعاؤں کی درخواستیں ملتی رہتی ہیں۔ جو گاہے بگاہے شائع کر دی جاتی ہیں تا جو دوست یا خواتین بیمار ہیں وہ دنیا بھر کے احمدیوں کی دُعاؤں کے طفیل صحت پائیں۔ جو پریشان ہیں، مشکلات میں ہیں ان کی پریشانیاں اور مشکلات دور ہوں۔جن کی اولاد نہیں یا اولاد نرینہ کی درخواست کر رہے ہیں۔ ان کی گودیں نیک، صالح، صحت مند اولاد سے ہری ہوں۔ جو امتحانات دے رہے ہیں وہ نمایاں کامیابی پائیں۔ آمین

قارئین روزنامہ الفضل لندن آن لائن شہداء احمدیت کے پسماندگان کو اور اسیران راہ مولیٰ کو بھی اپنی دُعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اسیران کے لئے آسانیاں مہیاء فرمائے اور اسلام احمدیت کو دن دوگنی رات چوگنی ترقیات سے نوازتا چلا جائے۔آمین

اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح کو کامل صحت والی درازی عمر عطا فرمائے۔ اپنی حفاظت خاص میں رکھے اور روح القدس سے اپنی تائیدات سے نوازتا رہے اور ہم تمام احباب جماعت کو خلافت کی برکات و فیوض سے حصہ لینے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔آمین

(ادارہ)

م م محمود

سو سال قبل کا الفضل

22/ فروری 1923ء پنج شنبہ (جمعرات)

مطابق 5/ رجب 1341 ہجری

صفحہ اول پر مدینۃ المسیح کی خبروں میں تحریر ہے کہ ’’گیس کے ہنڈے 16/ فروری سے منارۃ المسیح پر خوب روشنی دیتے ہیں۔ یہ ہنڈے نائیجیریا کے بلالی بھائیوں کے مرسلہ روپے سے خریدے گئے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

صفحہ ایک اور دو پر حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیالؓ ناظر تالیف واشاعت کی جانب سے ہندوستان کی بعض جماعتوں اور بلادِ خارجیہ کی تبلیغی مساعی کی رپورٹ شائع ہوئی ہے۔ آپؓ نے اپنی رپورٹ کی ابتداء میں تحریر فرمایا کہ

’’ہندوستان کی تبلیغ کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے بار بار تاکید فرمائی ہے کہ جماعت کے لوگ خود کام کریں۔ کیونکہ مالی رنگ میں ہمارے پاس اتنی وسعت نہیں ہے کہ ہندوستان کے ہر ایک گاؤں اور شہر میں مبلغ مقرر کر سکیں اس لیے اب یہ کام افرادِ جماعت کا ہے۔ اس کے لیے ہر ایک جماعت میں سیکرٹری تبلیغ مقرر ہیں جن کی تعداد کچھ سے اوپر ہے۔ بعد ازاں مختلف جماعتوں کی رپورٹس میں بھٹنڈا کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:

’’محمد حسین صاحب بھٹنڈا لکھتے ہیں وہاں انجمن جماعتِ احمدیہ قائم کی گئی اور باقاعدہ تبلیغ کا کام شروع کر دیا ہے۔ پہلے وہاں چند دوست موجود تھے لیکن ایک دوسرے سے ناآشنا تھے۔ اب آپس میں تعلقات مضبوط کر کے اللہ تعالیٰ کا کام شروع کر دیا گیا ہے اور آپ احباب سے درخواست کرتے ہیں کہ بھٹنڈہ کی طرف سے گزریں تو ان کو ضرور ملتے جائیں۔ مومنوں کی ملاقات سے ایمان تازہ ہوتا ہے۔‘‘

صفحہ 3 پر اداریہ درج ذیل عناوین کے تحت تحریر ہوا ہے۔

1۔ ہندوستان پر عیسائیت کا نیا حملہ۔ ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کی توجہ کے قابل ہے۔ 2۔ عیسائی جدوجہد کا ایک نمونہ

صفحہ 4 اور 5 پر ’’اخبارات پر سرسری نظر‘‘ کے عنوان سے بعض اخبارات کی خبریں شائع ہوئی ہیں جن پر اخبار نے تبصرہ کیا ہے۔

چونکہ حضرت مصلح موعودؓ قادیان میں موجود نہ تھے اس لیے 17/ فروری کا خطبہ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ نے دیا۔ چنانچہ یہ خطبہ صفحہ 6 پر شائع ہوا ہے۔

صفحہ 7 پر اللہ دتہ جالندھری متعلم مدرسہ احمدیہ (حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب) کا ایک سلسلہ وار مضمون زیرعنوان ’’آریہ سماج پر اعتراض۔ آریہ مسافر دہلی جواب دے‘‘ شائع ہوا ہے۔

صفحہ 7 پر اوکاڑہ کے ایک احمدی شیخ عبدالعزیز صاحب کا ایک خواب شائع ہوا ہے۔ انہوں نے لکھا کہ:

’’کل بندہ نے مولوی محمد علی صاحب کا ایک ٹریکٹ بعنوان ’’اتمام حجّۃ نمبر 6‘‘ پڑھا اور حیران تھا کہ ان کو کیا ہو گیا ہے۔ رات ہوئی تو بندہ نے حضرت مسیح موعودؑ کو خواب میں دیکھا۔ بندہ نے آپؑ سے یہی سوال کیا کہ یہ دعویٰ جناب کا کس طرح ہے کہ کیا آنحضورؐ نبی ہیں یا نہیں تو آپؑ نے نہایت محبت سے فرمایا کہ تم ہم کو نبی نہیں مانتے؟ تو بندہ نے عرض کی کہ آپؑ کی زبانِ مبارک سے یہ امر واضح ہو جاوے تو آپؑ نے فرمایا ’’میں نبی ہوں‘‘۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایدہ اللہ ٹانگے پر تشریف لے آئے اور حضرت صاحبؑ کو ساتھ لے کر چلے گئے۔ بعد ازاں میری آنکھ کھل گئی مگر اس خواب سے جو خوشی اور فرحت اس عاجز کو ہوئی ہے وہ اللہ پاک ہی جانتا ہے اور آنجناب کے لیے ہزار ہزار دعائیں نکلتی ہیں۔ جن کے طفیل سے بندہ بھی لاہوریوں کے ساتھ نہیں ہوا۔‘‘

THE ALFAZL QADIAN
الفضل
فہرست مضامین
مدینۃ المسیح

صفحہ 8 اور 9 پر محترمہ سکینۃ النساء صاحبہؓ کا ایک مضمون بعنوان ’’برلن کی مسجد ہم احمدی خواتین کے چندہ سے بنے‘‘ شائع ہوا ہے۔ یہ مضمون میں آپ نے احمدی مستورات کو اس بابرکت تحریک میں شامل ہونے کے لیے تحریر فرمایا۔

آپ صحابیہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ تھیں۔ آپؓ کی شادی حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکملؓ سے ہوئی۔ آپ مدرسۃ البنات (نصرت گرلز سکول) کی اولین مدرّسات میں شامل ہیں۔ 1912ء سے 1916ء تک جاری رہنے والے رسالہ ’’احمدی خاتون‘‘ میں سب سے زیادہ محترمہ استانی سکینۃ النساء صاحبہ کے مضامین چھپے۔

صفحہ 11 اور 12 پر ہندوستان اور ممالکِ غیر کی خبریں شائع ہوئی ہیں۔

مذکورہ بالا اخبار کے مفصل مطالعہ کے لیے درج ذیل link ملاحظہ فرمائیں۔

https://www.alislam.org/alfazl/rabwah/A19230222.pdf

ایڈیٹر کے نام خطوط

مکرمہ سعدیہ تسنیم۔ جرمنی سے لکھتی ہیں:

خاکسار پہلے کسی کو اخبار نہیں بھیجتی تھی بلکہ جب بھی فارغ وقت ملتا بغیر دن کی تخصیص کے کبھی ایک دو شمارے پڑھ لیتی تھی۔ آپ کے اداریہ بعنوان ’’الفضل کی نعمت کو صدقہ و خیرات سمجھ کر پھیلائیں‘‘ کا دل پر عجیب اثر ہوا۔ اس کے بعد اب روزانہ بہت سے لوگوں کو اخبار بھجوانی شروع کی ہے۔ اب اگر کبھی صبح اٹھ کر اخبار کی نوٹیفیکیشن نہ ملے تو پریشانی ہوتی ہے۔

مکرمہ طاہرہ زرتشت منیر۔ ناروے حال مقیم امریکہ لکھتی ہیں:

مؤرخہ 5/ جنوری 2023ء کا شکر پر مضمون ہم دونوں میاں بیوی نے مل کر پڑھا ہے۔ بہت عمدہ تحریر ہے۔ واقعی اللہ کے احسانوں کا شمار کہاں ممکن ہے۔

یہ کیا اِحساں ترا ہے بندہ پرور
کروں کس منہ سے شکر اے میرے داور
اگر ہر بال ہو جائے سُخَن ور
تو پھر بھی شکر ہے اِمکاں سے باہر
رہِ تعلیم اِک تو نے بتا دی
فَسُبۡحَانَ الَّذِیۡٓ اَخۡزَی الۡاَعَادِیۡ

DAILY ONLINE ALFAZL LONDON
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

بقیہ: وصیت - ایک عظیم الشان روحانی نظام ...... از صفحہ 9

کا اظہار فرما چکے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ افراد جماعت وصیت کر کے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔ آپ فرماتے ہیں ’’امید ہے کہ احمدی نوجوان بھی اور خواتین بھی اس میں حصہ لینے کی بھرپور کوشش کریں گے اور اس کے ساتھ ساتھ عورتوں کو خاص طور پر میں کہہ رہا ہوں کہ اپنے ساتھ اپنے خاوندوں اور بچوں کو بھی اس عظیم انقلابی نظام میں شامل کرنے کی کوشش کریں۔ پس غور کریں فکر کریں۔ جو سستیاں، کوتاہیاں ہو چکی ہیں ان پر استغفار کرتے ہوئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جلد از جلد نظام وصیت میں شامل ہو جائیں اور اپنے آپ کو بھی بچائیں اور اپنی نسلوں کو بھی بچائیں۔‘‘

(جلسہ سالانہ برطانیہ 2004ء)

؎ اے دوستو پیارو! عقبیٰ کو مت بسارو
کچھ زاد راہ لے لو کچھ کام میں گزارو

(درثمین)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری قربانی کے معیار کو بڑھائے۔ ہمیں سچا مومن بننے کی اور اپنے امام کی تمام خواہشات پر کاربند ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت ...... از صفحہ 1

شکر ادا نہیں کرتا اور جو بندوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کیا کرتا اور نعماء الٰہیہ کا ذکر کرتے رہنا شکر گزاری ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی جو نعمتیں ہیں انسان کے اوپر ہیں ان کا ہر وقت شکر ادا کرتے رہنا چاہئے۔ ’’اور اس کا ذکر نہ کرنا کفر اور ناشکری ہے اور جماعت ایک رحمت ہے اور تفرقہ بازی عذاب ہے۔‘‘ اس پر بھی شکر کرنا چاہئے کہ ایک جماعت سے منسلک ہے انسان۔ پھر امت کو دنیا کی لالچوں سے دور رہنے اور اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بننے کیلئے آپ نے اس طرح نصیحت فرمائی ہے کہ ’’تم میں سے جو کم درجے والا یا کم وسائل والا ہے تم اس کی طرف دیکھو اور اس شخص کی طرف نہ دیکھو جو تم میں سے اوپر اور اچھی حالت میں ہے۔‘‘

(مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 254 مطبوعہ بیروت)

یہ بھی شکر کا ایک انداز ہے اور انسان نچلے کی طرف دیکھنے کی بجائے اوپر والے کی طرف نگاہ کرے تو اس سے حسد پیدا ہوتا ہے اور اگر نیچے والے کو دیکھے تو اس سے شکر پیدا ہوتا ہے۔ ’’یہ طریق اختیار کرنا چاہئے جو تمہیں اس لائق بنا دے گا۔ تم اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناقدری نہیں کرو گے۔‘‘

(مسند احمد جلد 4 صفحہ 278 مطبوعہ بیروت)

(خطبہ جمعہ یکم اپریل 2005ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

بقیہ: حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ...... از صفحہ 5

طبیعت کو اتنا سکون ملا کہ دن کے پہلے حصّے کی تھکاوٹ بھی جاتی رہی۔ احمدیّت کے حق میں لوگوں کے چہروں کے نقوش ملائم ہوتے دیکھ کر دل حمد سے بھر جاتا تھا اور جب سختیاں نرمی میں بدلتی تھیں اور نرمی محبت کا رنگ پکڑنے لگتی تھی، روح شکر کے ترانے گاتی تھی کہ میرے جیسے بے کار اور گنہگار انسان کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق بخشی ورنہ میں خدمت گاروں میں لکھے جانے کے لائق بھی نہیں۔‘‘

آپؒ کی ابتدائی زندگی کے جائزہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تحصیل علم میں آپؒ کا مزاج محض اللہ تعالیٰ کی رہنمائی میں خاص سمت میں تھا۔ اسکول و کالج اور جامعہ احمدیہ وغیرہ کی مروّجہ اور واجبی تعلیمات کے حصول کے ساتھ ساتھ آپؒ اپنی طبعی کشش کے ساتھ اس خاص جانب رواں دواں رہے۔ اس جہت میں آپؒ دنیا بھر کے علوم جو قولِ خدا یعنی قرآن کریم کی حقانیّت کے ثبوت کے لئے ضروری تھے گہری دلچسپی کے ساتھ حاصل کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو ان علوم کی تحصیل کے ساتھ ساتھ ان کے اظہار کے مواقع بھی عطا فرمائے اور جہاں امکان ہوتا آپؒ انہیں خود عملاً تجربہ کر کے بھی مشاہدہ فرماتے تھے۔ بالآخر آپؒ امّت میں متکلّمین کی صفِ اوّل میں آ کھڑے ہوئے۔ اس میدان میں اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو اس قدر وسعت عطا فرمائی کہ اپنے پیچھے دروس، خطبے، خطابات، لیکچرز، مجالسِ سوال و جواب اور اعتراضات کے جوابات کا ایک لاثانی ذخیرہ چھوڑ گئے جس سے امّت صدیوں تک سیراب اور فیضیاب ہوتی رہے گی۔ ان شاء اللہ العزیز

ایک سبق آموز بات

اللہ تعالیٰ کو طاق کا ہندسہ بہت پسند ہے۔ نمازوں کی رکعات بھی اللہ تعالیٰ نے طاق رکھی۔ مغرب کی نماز تین رکعات پر مشتمل ہے جو دن کی نمازوں کی رکعات کو طاق کر رہی ہے۔

جبکہ وتر جس کو چھوٹی نماز کہا گیا ہے وہ آنحضورؐ صبح نماز تہجد کے بعد ادا فرمایا کرتے تھے اور یہ بھی تین رکعات پر مشتمل ہے۔ یہ نماز رات کی نماز یعنی نوافل کو طاق کرتی ہے۔

(مرسلہ: طلعت صیام۔ اسلام آباد، برطانیہ)

فقہی کارنر

امام کا جہراً بسم اللہ پڑھنا اور قنوت کرنا

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب تحریر کرتے ہیں کہ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں اکثر طور پر امام صلوٰۃ حضرت مولانا عبد الکریم صاحب سیالکوٹی ہوتے تھے اور وہ بالجہر نمازوں میں بسم اللہ بالجہر پڑھتے اور قنوت بھی کرتے تھے اور حضرت احمد علیہ السلام ان کی اقتداء میں ہوتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ ایسے مسائل میں حضرت صاحب کسی سے تعرض نہیں فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ سب طریق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں مگر خود آپ کا اپنا طریق وہ تھا جس کے متعلق آپ سمجھتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اکثر اختیار کیا ہے۔

(سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 735)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

طلوع وغروب آفتاب

22/ فروری 2023ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:30	18:22
مدینہ منورہ	05:32	18:20
قادیان	05:43	18:20
ربوہ	05:23	18:00
اسلام آباد ٹلفورڈ	05:34	17:30